بعون صانع مکین و مکان و بفضل خلاق زمین و زمان

بتائید ایزد منان و خداوند جہان کہ این رسالہ پر فواید

مسمی بہ

مختلف البیان

تصنیف عالیجناب مولوی السید محمد سجا صاحب بتاریخ ہفتم

ماہ شوال المکرم ۱۳۱۲ھ

لکھنؤ اثنا عشری کمتر علی کردیا
بمقام مطبع باہتمام بن عابد علی طبع

خاص شیعہ لوگوں کی واسطے یہ کتاب چھپی ہے

بہ فیض فضل چمن آرای گلزار جہاں

در زمان سعادت اقتران رسالہ عدیم المثال و عجالہ انموذج الکمال ببیان

ایمان مختلف البیان

خلاصۃ العلماء جناب سید مرتضیٰ صاحب مرحوم ابن جناب سلطان العلماء

بمقام لکھنؤ محلہ فرشخانہ وزیر گنج بتاریخ بست و دوم ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۳ ہجری

در مطبع اثنا عشری باہتمام سید عابد علی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشہد ان لاالہ اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واشہد ان
امیر المومنین علی ولی اللہ ووصی رسول اللہ بلافصل آگاہ ہو ای بندگان خدا کہ
پیدا کرنیوالا اور بنانے والا تمہارا وہ ہی کہ جسنے ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمی
بھیج کر تمہارے پاس دفعہ دفعہ کرکے ہر دفعہ اپنے تئین پہچنوایا کہ تمہارے
بنانے والے ہم ہین اور کوئی سواے ہمارے خدا تمہارا نہین ہے یعنے جسقدر
کہ تم دنیا مین چیزین معلوم کرتے ہو انمین سے کوئی شے تمہارا خدا نہین ہے
اور نہ مثل ان اشیا کے خدا تمہارا ہے اسواسطے کہ خالق اور مخلوق ایک طرح کے
کسی طرح نہین ہوسکتے واجب ہے کہ ذات خالق ذات مخلوق سے علیحدہ ہو
پس جبکہ ہر عاقل کے نزدیک تمام دنیا مخلوق ہے کیونکہ حال تمام دنیا کا متغیر
ہے یعنے کہ ایک حال سے دوسرے حال پر بدل جاتی ہے ہر شے دنیا کی اور
یہہ ثابت ہے عقلاً کہ جو چیز متغیر ہے وہ حادث ہے پس تمام دنیا حادث ٹھہرے
تو پھر کسی چیز کے مثل خالق اوسکا نہین ہو سکتا ایک یہہ مطلب ہوا کلمہ لا الہ الا
اللہ اور لیس کمثلہ شیٔ وہو السمیع البصیر کا جو ہر ایک پیغمبر نے اپنے امت سے

اقرار کردیا دوسرا مطلب کلمہ کا یہہ ہے کہ خدا کو ایک سمجھو ایک سے زاید
نہ سمجھو کیونکہ اگر ایک خدا کی سوا دوسرا خدا ہوتا مثل خدا کے تو ہر زمانے مین
ایک نیا فساد اور نیا قصہ برپا ہوا کرتا پہر اس آسمان اور زمین کے قایم رہنے مین
ایک حال سے مشکل پڑجاتی نصیحت اب ہم تعجب کرتے ہین اون لوگونسے کہ
جن لوگون نے بغیر دیکھے یا سنے از خود سواے خدا کے اپنا خدا ٹھہرا لیا ہے
کیونکہ طرح طرح کے مذہب ہین کوی رام لچھمن کو جو کسی زمانہ مین راجہ لوگ
گذر گئی اور کوئی دریاے گنگا کو اور کوی آگ کو یہان تک کہ بعضی ہر شے کو
مثل صوفیونکے اور نیچیریونکے کہ جنکے کوئی اصل نہین خدا اپنا بنا لیا ہے ہم ایک
سوال کرتے ہین کہ وہی جواب ہے ہمارا کفار اور مشرکین کو سوال آپ لوگ
بتادین کہ گہڑے وغیرہ کا بنانے والا کون شخص ہے مسلمان ہے کہ ہندو جو ان ہے
کہہ بتا کہ گمراہی کہ کالابس جبکہ آپ اپنی ہم مثل کو نہین جان سکتے بغیر دیکھی یا بتائے
کسی شخص غیر کے کہ جسنے اوس بنانے والے کو دیکھا ہو تو پہر آپ نے اپنے بنانے
والے اور چاند سورج کی بنانے والے کو کیونکر سے پہچان لیا کہ یہی خدا ہے
لہذا توبہ کرو خدا سے اور اوس خدا کو خدا جانو کہ جسنے اپنے تئین تم سے پہچنوایا
ہے اور حق یہہ ہے کہ ہر شخص اپنی عقل سے ہر شے کو فقط اسقدر جان سکتا ہے
کہ یہہ چیز بنی ہوے ہے اور اسکا بنانے والا کوئی ہے اصل مین نہ اوس چیز کے
ہونیکی سمجھ مین آسکتی ہے اور نہ بنانے والے کی ذات کیطرف سمجھ مین آسکتی ہے
بغیر دیکھے یا بغیر بتائے ہوئے اوس شخص کے کہ جو شخص بنانے والے کی ذات
کو خوب جانتا ہو بلکہ وہ شخص اوسی بنانے والے نے بہیجا ہو اسواسطے کہ جاکر
بتاو کہ جسنے اس چیز کو بنایا ہے تب تو وہ بتانے والا ٹہیک ہے ورنہ ہر شخص
کا بتانا ہی درست نہین اور اوسپر عمل کرنا جائز نہین صاحب عقل کو پس لازم

واجب ہی ہر شخص کو کہ خدا کو دیکھہ کر پہچانے اور جبکہ وہ کسی صورت سے
نہ دکھائی دے تو پہر سمجھے کہ معلوم یہہ ہوتا ہے کہ ذات خدا اس لایق نہین ہے
کہ کوئی شخص اوسے دیکھہ سکے اب ضرور ہے کہ موافق اوس شخص کے بتانیکے خدا
کی ذات پہچانے کہ جو شخص جانب خدا سے آیا ہو اور ذات خدا کو بتاتا ہو یا
بتا گیا ہو وہ کون پیمبر و امام تب جا کر ایمان درست ہو سوال پیمبر اور امام
کو کیونکر سے پہچانتے جواب پیمبر اور امام کو پہچانے بسند معجزہ سوال معجزہ
کسے کہتے ہین جواب معجزہ اوسکو کہتے ہین کہ پیمبر اور امام اوس کام کو کرے
کہ جو علاوہ اوسکی اور کوئی بندگان خدا سے نہ کر سکے سب کے سب عاجز ہو جاوین
معجزہ دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو وہ کام کہ جس مین کسی بندہ کا قابو نہیں سکے
جیسے کہ جناب رسول خدا نے چاند کے دو ٹکڑے کئی اونگلی کے اشارہ سے اور
سورج غروب ہو گیا تھا مگر واسطے جناب امیر علی ابن ابیطالب کے کہ وہ حضرت
نماز ظہر نہ پڑہین پہر آسمان پہ لوٹ آیا اور دوسرے معجزہ اسطرح کا کہ
اور لوگونکو بہی اوس کام مین دخل ہو مگر پہر بہی سب عاجز ہو جاوین اور اوسطرح
کام نہ کر سکین کہ جو پیمبر اور امام سے ظہور مین آوے جیسے کہ قرآن شریف
ہے کہ یہہ اوس زبانمین نازل ہوا کہ جس زبانکو اہل عرب خوب اچھی طرح
جانتے تہے مگر اسپر بہی سب کے سب عاجز ہو گئے اور کوئی مثل ایک سورہ
کے بہی کلام اپنا نہ بنا سکا حالانکہ بڑے بڑے عرب اسمین کد اور کوشش
کرتے رہی مگر کسی سے بہی کچھہ نہ ہو سکا اور نہ ہو سکے گا قیامت تک یہہ معجزہ
باقی رہیگا اسواسطے کہ دین حضرتکا باقی رہیگا اب کوئی اور پیمبر جانب خدا
سے نہ اوئیگا جو طریقہ بدلا جاوے پس جبکہ یہہ بات ثابت ہو جاوے
کہ یہہ کام خدا کا ہی جو پیمبر اور امام کے ہاتہہ سے جاری ہوا سمجھے کہ بیشک یہہ

کلام خدا کا ہے جو پیمبر اور امام کے ہاتہہ سے جاری ہوا سمجہے کہ بیشک یہہ خدا
کے بہیجے ہوئے آئے ہین اپنے دعوی پر سچے ہین تو پہر اب واجب و لازم ہے
ہر صاحب عقل کو کہ اوس شخص کو پیمبر اور امام جانے اور موافق اون حضرات
کے بتانے کے ذات خدا کو پہچانے ورنہ گمراہ ہوگا اور لایق عذاب خدا کی ہوگا
وہ بندہ کہ جو خلاف خدا کے بتانے کے قطع کلام ہوتا ہے ایک ہندو مذہب والی
شخص نے مجہہ سے کہا کہ ہمارے مذہب مین جو کتاب ہے وہ البتہ کلام خدا ہے
کیونکہ اوس زبان کا کوئی بندہ نہین ہے اور نہ کبہی ہوا اجتک میں نے جواب دیا
کہ پہر معنی اوس کلام کے کیونکر سمجہے جاتے ہین کہا اوسنے کہ معنی اوسکے جو بتادی
ہین جس قاعدی سے ہمارے گرو لوگون نے اوس قاعدی سے معنی اوسکے
سمجہے جاتے ہین تب مینے جواب دیا کہ سبحان اللہ آپکے گرو خود کیونکر اوسکے
معنی سمجہے جب وہ کسی کے زبان مین کلام نہین ہے معلوم ہوا کہ اپنی دل کے بنوٹ
ہی تو اسکا یہہ جواب ہے کہ ہمارے یہان کے اکثر لوگون نے زرگری اور
فرفری اسیطرح اور بولیان بنائی ہین کہ چہوٹے چہوٹے لڑکے اوسکو بولتے
پہرتے ہین مگر وہ زبان آجتک کسی قوم کے نہین ہوئے پس اگر وہ نہین بولنے
کوئی کتاب بنائی جاوے تو پہر آپ لوگونکے نزدیک وہ بہی معاذ اللہ کلام خدا
ہوگا یہہ سنکر وہ چپ ہو رہا اور کوئی جواب الحمد للہ اوسکو نہ بن پڑا جو دیتا
جواب کیا دیتا آدمی سمجہہ دار تہا سمجہا کہ سچ کہتے ہین معجزہ لایق حجت وہی ہے
کہ جس کام مین اکثر کامل موجود ہون مگر پہر بہی وہ عاجز آجاوین اور مثل کام رسول
اور امام کی نہ کر سکین چنانچہ اسے وجہ سے ہر پیمبر کو معجزہ اوسطرحکا دیا جاتا
تہا اکثر کہ جس فن مین اوس قوم کے لوگ بہی کامل ہون بطور مثال ذکر ہوتا ہے
معجزہ حضرت موسی پیمبر کا وہ یہہ ہے کہ حضرت جب عصا کو اپنے ہاتہہ سے

چھوڑ دیتے تھے بقصد معجزہ دکھانیکے تو اوسوقت وہ عصا اژدہا بن جاتا تھا پس
جبکہ لڑائی فرعون کافر سے اور حضرت موسے پیمبر سے قرار پائی تو فرعون
مردود نے بڑے بڑے جادوگرونکو بلایا کہ اوس زمانہ مین کامل تھے سحر مین
وقت لڑائی کے اون جادوگرون نے رسی کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر جانب
حضرت موسی پھینکدے اوسوقت وہ ٹکڑے رسی کے رستے بن کر یعنے سانپ
بن کر حضرت موسی کے فوج کیطرف دوڑے حضرت نے اپنا عصا ہاتھ
سے چھوڑ دیا وہ اژدہا بن کر اون سانپونکو کھا گیا تب سب ساحر عاجز ہوکر
ایمان لائے یہہ معنی معجزے کے ہین اسیطرح ہمارے حضرت کے زمانہ
مین بہت بڑے بڑے کامل زبان عرب کے تھے یعنے نہایت خوب بولتے
تھے اپنے زبانکو اور لکھتے تھے جسے فصاحت اور بلاغت کہتے ہین یہان
تک کہ بعضے یہہ اپنا اپنا کلام نظم خواہ نثر لکھہ لکھہ کر خانہ کعبہ مین لٹکاتے تھے پس
اوسوقت مین یہہ کلام خدا نازل ہوا رسول خدا نے بھی کچھہ آیتین کلام شریف
کے لکھوا کر خانہ کعبہ مین لٹکا دین پس جسوقت کے کفار عرب نے اوس
کلام کو دیکھا فورًا اپنا اپنا کلام اوتار لے گئے اس خیال سے کہ آگے اس کلام
کے ہمارا کلام ذلیل ہوگا اور کچھہ حقیقت نہ رہے گی تب سے اون لوگون
کو اکثر کد رہے اس بات مین کہ برابر اوس کلام کے کہ جسکو محمد کلام خدا بتاتے
ہین ہم بھی اپنا کلام بنا دین مگر استغفر اللہ سب کے سب عاجز ہوگئے اور
کوئی مثل ایک صورت کے بھی اپنا کلام نہ بنا سکا یہہ معجزہ زائد قابل حجت
ہے ہندو نیز دلیل فضیلت ہمارے پیمبر اور امام سب پیمبر اور اولیا سے
افضل تھے اسوجہ سے کہ انہین کے طریقہ دین کو قیامت تک خدا نے باقی
رکھا اور معجزہ بھی وہ عنایت کیا کہ جو تا بہ قیامت باقی رہے اسواسطے کہ

تاکہ ہر زمانی مین اس سند کو دیکہہ کر بندگان خدا دین اسلام اختیار کرین علاوہ
برین بعد موت کے بہی ان حضرات کے قبور سے معجزات ظاہر ہوتی ہین یہہ
بات کسی پیمبر اور وصی پیمبر کے واسطے آج تک نہین ہوے بلکہ جس پیمبر کو جو معجزہ
دیا گیا جانب خدا سے وہ اوسی پیمبر کے حیات تک اوسیکے پاس رہا بعد اسکے
کس قدر افضلیت ان امورات سے ظاہر ہوتے ہی ہمارے پیمبر اور اماموں
سب اولیا اللہ و نیز اب اگر کوی بندہ دین اسلام اثناے عشری نہ اختیار
کرے تو پہر وہ اپنے پاون سے آپ جہنم مین گیا سوال چونکہ اس کلام شریف
کو جمع کیا عثمان نے تو پہر کسو وجہ سے اور دلیل سے شیعہ لوگون نے اسکو
کلام خدا سمجہا وہ تو ایک شخص فاسق و منافق تہا اوسنے کلام خدا پڑہا گہٹا کر
بدل نہ دیا ہو جواب دلیل اول تو یہہ ہے کہ بڑے بڑے کامل تو عرب کے
عاجز اگئی مگر موافق اس کلام کے کلام اپنا نہ بنا سکے تو پہر بیچارے عثمان کیا
بنا سکتے تہی کہ یہہ تو ایک جاہل مطلق تہے چنانچہ ایک حال مختصر انکے جہالت
کا بیان ہوتا ہی وہ یہہ ہی کہ جب بترکیب عمر عثمان خلیفہ سوم قرار پا لئے تو
پیچون بہائیون نے یہہ فرمایش کی کہ اب آپ ممبر پر جاکر موافق معمول اور
دستور کے کچہہ وعظ ارشاد کرین یہہ سنکر جب ہو رہے عجب جان غضب
مین پڑی کیونکہ اگر نہ جاوین ممبر پر تو خلاف اون لوگونکے ہوتا ہے کہ جنکے بنائے
ہوے خلیفہ ہین اور اگر جاوین منبر پر تو آخر کیا وعظ بیان کرین ایک چڑیا
چڑیے کے کہانے یاد ہی تو اوسے کیا ہوتا ہے غرض مجبوری ترجیح دیگر اون
لوگونکے خاطر کو منبر پر تشریف لے گئے تو آپ وہان جاکر خاموش بیٹہہ رہے
آخر کار جب کسی طرح حضرت نہ بولے اور بر ساتہہ ہی گذر گئی تو ایک مصاحب
نے نیچے سے ممبر کے آواز دی کہ بس شگون ہو گیا اب آپ فقط بسم اللہ کہین

اور اوتر آوین یہہ سنکر جان مین جان آگئی فوراً بسم اللہ کہکر منبر کے نیچے اوتر آئی جسکے تاویل اہل سنت یون کرتے ہین کہ حضرت عثمان کو شرم حیا بہت تہی اور حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ الحیاء من الایمان تو معلوم ہوا ایسے سے کہ عثمان ایمان وار تہی جو مارے شرم کے کچہ وعظ نہ کرسکے سبحان اللہ کیا نادان ہین یہہ لوگ کہ عثمان کو ہمسر خدا سے بہی بڑہا دیا کیونکہ رسول خدا تو اکثر منبر کی بہی راہ نہ دیکہتی تہی بلکہ ہر ہر مقام جہان حکم خدا ہوتا تہا وعظ بیان فرماتے تہی پس عثمان نزدیک شیعونکے پیغمبر خدا سے بہی معاذ اللہ حیا اور ایمان مین زائد تہی لعنت خدا بر فہم تو آمدم بر سر مطلب جو شخص کہ اسطرح کا جاہل ہے جیسا کہ ذکر ہوا وہ کیا بہلا کلام اپنا مثل کلام خدا کے بنا سکتا ہی ظاہر ہی کہ اگر ایک کلمہ بہی زائد کرتے تو وہ کلمہ خدا سے علاحدہ صاف ظاہر ہوجاتا گہٹانیکو البتہ ہم کچہ نہین کہسکتے کیونکہ وہ غارت کرنیوالے تہے جو کلام خدا کہ صاف صاف خلافت غصبی کے خلاف ہوگا وہ شاید نکال ڈالا ہو دلیل دوسرے ہمارے اماموں نے تصدیق کے اس بات کے کہ یہہ سب کلام خدا تہی پہر اب ہم لوگون کو اوسکی ماننی مین کیا عذر رہے سوال اماموں نے تو آپکے سواے امام حسین علیہ السلام کے بیعتین بہی کین منافقین سے گویا کہ تصدیق کے اونکی خلافت پر پہر آپ حضرات اون لوگون کو کیون خلیفہ نہین مانتے جواب اون حضرات نے کسے مصلحت خدا سے کہ اوسکو ہم نہین جان سکتے خود بذاتہی صلح کرلے جسکو تم بیعت قرار دیتے ہو مگر ہم لوگونکو یہہ حکم نہین فرمایا کہ تم بہی ان لوگون کو خلیفہ رسول سمجہو اور نسبت قرآن شریف کے تو ہدایت فرمائی کہ تم اس کلام کو کلام خدا سمجہو اسوجہ سے ہم لوگ اسکو کلام خدا جانتے ہین اور اون لوگون کو خلیفہ رسول نہین جانتے ہین حکایت ایک شخص سنے مذہب نے ایک شیعہ سے کہا کہ یہہ کیا بات ہے کہ مزار رسول مقبول سے تو اب کوئی معجزہ ظاہر نہین ہوتا مگر تمہارے

اماموں کے مزاروں سے ہر روز ایک معجزہ ظاہر ہوتا ہے یہہ کیا باعث ہے جواب
شیعہ کا باعث یہہ ہی کہ پیمبر کے پیمبری مین تو نہ تمکو کلام ہے اور نہ ہم لوگونکو
اب معجزہ خداوند کریم اونکے مزار سے کیون ظاہر کرے کسکے دکہانیکو کیونکہ
وہان اوس مقام پر کفار بہی نہین رہتے سنیونکی عملداری مین روضۂ مقدسہ ہے
یاکوئی شیعہ بیچارہ کبہی بہ قصد زیارت جا نکلا اب حضرت معجزہ کسکو دکہاوین
اپنی سند پیمبری پر کیونکہ معجزہ تو جانب خدا سے فقط اسواسطے مقرر
کیا گیا ہے کہ تاکہ ظاہر ہو بندونپر کہ داقع مین یہہ شخص جانب خدا سے واسطے
ہمارے ہدایت کے سردار اور بادشاہ ہوکر ہم پر مقرر ہوا ہے پس
جبکہ سب اوس شہر کے رہنے والے کہ جہان روضۂ مبارک ہے سبکے
سب حضرتکے سردارے اور پیمبریکے قائل ہین تو پہر اب کیا ضرورت ہے
کہ جو حضرت معجزہ عبث اور بیکار دکہاوین خدا و رسول کا کوئی فعل عبث
اور بیکار نہین ہوتا اب ہے ہمارے امام کہ انکو البتہ تمہارا فرقہ بادشاہ
اور خلیفہ رسول نہین مانتا لہذا فقط تم لوگونکے آگاہ کرنے کے واسطے
خداوند کریم معجزے دکہاتا ہے کہ تاکہ اب بہی تم راہ راست پر آجاؤ اسیکو
لطف خدا اور مہربانی اور رحم خدا کہتے ہین مگر افسوس ہے کہ کیا سیاہ
قلب اور ناشکر ہو تم لوگ کہ جو تم اب بہی اون حضرات کو بادشاہ اور
خلیفہ رسول نہین جانتے آپ اپنے واسطے جہنم مقرر کرتے ہو کیا خوب
جواب دیا جزاک اللہ جواب سخیف رسول خدا کے مزار مقدس سے جو معجزہ
ظاہر نہین ہوتا تو ظاہرہ یہہ سب معلوم ہوتا ہے کہ اوسی روضۂ مبارک
کے اندر زبردستی اہل سنتون نے کہ اوس زمانے مین بہی اون لوگون کا زور
تہا ابوبکر اور عمر کو بعد مرنیکے گاڑ دیا ہے پس اب اگر کوئی معجزہ ظاہر ہوتا

اوس مقام سے تو پہر سبکے سب اہل سُنت دو معجزہ شیخین کا قرار دیتے اور بندگان خدا کو بہکاتے پس یہہ نحوست خلفا کے دفن ہونیکے باعث سے ہو گئے کہ حکم خدا رسول خدا کو بہی نہین ہوتا کہ اب تم معجزہ دکہا و بیان عدل وہی ایک خدا کہ جسنے اپنے تئین بسبب لطف و مہربانی کے بہجوایا اپنے بندوں کے واسطے عادل ہے شاہ این اوسکے عدل اور انصاف کے دنیا ہی مین سو جو دینی جن کا ذکر کیا جاتا ہے اسطرح پر آنکہین اپنی کہول کر دیکہو اور سنو وہ یہہ ہے کہ عدل اور انصاف اوسے خدا کا اسکے فعل سے ظاہر ہے کہ بعد رسول خدا کے بادشاہ ہم لوگون پر جناب امیر علی ابن ابی طالب کو کیا اور بعد ان حضرت کے انہین کے اولاد کو کہ جو لایق ہوئے سب طرحسے بادشاہ کیا یعنے جو کام کے رسول خدا سے خدا نے متعلق کیے تہے اونہین کامون کے واسطے ان حضرات ایمہ معصومین کو بہی خدا نے مقرر کیا اور جگہہ پر رسول خدا کے قایم کیا موافق انصاف و عدالت کے کیونکہ یہہ فائدہ منصفی ہے کہ جو شخص جس سرکار مین خوب خوب کام کرتا ہے موافق خوشنودی سرکار کے تو پہر جب کوئی عہدہ جلیل اور کام اوس سرکار سے نکلتا ہے تو وہ اوسی شخص کارگذار کو دیا جاتا ہے پس چونکہ جناب امیر نے اپنے جانکو جان نہ سمجہا اطاعت خدا مین اور بڑی بڑی لڑائیان کفار سے لڑے بموجب حکم خدا کے کہ جسکے وجہہ سے یہہ دین اسلام قایم ہوا پس اب واجب و لازم ہو گیا کہ بعد پیمبر کے عہدۂ خلافت اور بادشاہت موافق انصاف و عدالت کے حضرت کو اور حضرت کے اولاد کو جو لایق ہو دیا جاوے ورنہ خلاف عدالت ہے کہ جو انکے ہوتے اور کسیکو کوئی عہدہ جلیل دیا جاوے اور بالکل خلاف عقل ہے حالانکہ خداوند کریم خالق ہر عقل ہے وہ

عدل کا بیان

خود کیا خلاف عقل کریگا کہ جو اون لوگونکو استنا بڑا عہدہ خلافت کہ جو بعد مرتبہ نبوت
کے ہے مگر سب کام ہمیشہ کرنا ہوتے ہین دیا جاوے کہ جن بندون سے
اکثر خلاف خدا کیا ہو بلکہ اکثر خدا کا کام بگاڑنا چاہتا ہو جیسا کہ بطور مثال ایک
قصور خلیفہ ثانی کا اور دوسرا قصور خلیفہ اول کا اور تیسرا قصور خلیفہ ثالث
کا بیان ہوتا ہے کہ اسطرحکے قصور ان لوگونسے سیکڑون ہوے مگر بسبب طول
کلام کے لکہنا اونکا مین مناسب نہین جانتا فقط یہی کافی ہین سمجہ لینے کو واسطے
سمجہداروں کے قصور اول کا پہلا تو یہہ ہے کہ جناب رسول خدا نے موافق حکم
خدا کے جو مکہ معظمہ سے طرف مدینہ کے ہجرت فرمایے اور کافرونسے پوشیدہ
پیدل آپ تشریف لے چلے راہ مین ابو بکر حضرت کو ملے اور گہبرا گہبرا کے
پوچہنے لگے کہ آپ اسوقت کہان جاتے ہین حضرت نے بخیال اسکے کہ یہہ از
خدا ہی ظاہر نہو کہین یہہ شخص کفارونکو خبر نہ کردے اوسے بہی اپنے ہمراہ لے لیا
جب صبح قریب ہوئی تو حضرت ایک غار مین پوشیدہ ہوے اوسوقت یہ
حکم خدا اوس غار کے منہہ پر مکڑے نے جالا لگایا بہت مذبوت اور کبوترون
نے فورًا تنکے جمع کرکے اوس جالی پر انڈے دیدئی اسطرح پر تو جانورون
نے حضرتکو چہپایا نظر سے کفار کے اب ابو بکر کے عقل مندی اور دشمنا گی
اور بودا پن ملاحظہ کیجئے کہ جب کفار صبح کو ڈہونڈہتے ہوئے قریب دہن
غار کے ائی تو ابو بکر مارنے ڈر کے چیخین مارنے لگے تب تو حضرت نے [illegible]
مین اونکی ہتوک دیا جسکے وجہہ سے یہہ معجزہ ظاہر ہوا کہ فورًا آواز اوسکے
بند ہوگئی ورنہ قیامتے تو ہوئی تہے کیونکہ اگر کفار سن پاتے وہ آواز تو حضرت
کو پاہی تو جاتی غضب کیا تہا خلیفہ نے یہان پر ایک حکایت یاد آگئی
اوسکا لکہنا بہی ضرور معلوم ہوا حکایت ایک سنی نے ایک شیعہ بہائی سے

کیا کہ دیکھو جناب امیر کے تو آنکھوں مین حضرت نے لعاب دہن اپنا لگایا تہا کہ وہ آنکھین دکہتی تہین اچہی ہوگئین ایک لڑائی مین کہ جو کفار سے اور رسول خدا سے قرار پائی ہے پس جبکہ انکہین جناب امیر کے اچہی ہوگئین تو یہ حضرت نے لڑکر وہ لڑائی فتح کی عبیر تم لوگ بہت فخر و مباحات کرتے ہو حالانکہ یہہ نہین خیال کرتے ہو کہ ابو بکر کے تو حلق مین حضرت نے تہوک دیا وہ تو اونکے شکم مبارک مین گیا ہم لوگونکو یہہ بات کسقدر لائق فخر ہے جواب دیا شیعہ بہائی نے کہ واقع مین فخر کی بات ہے مگر بہائی یہہ بات بہی خیال کرنیکے قابل ہے دیکھو ایسے لعاب دہن کا کہان کہان صرف ہوتا ہے کبہی تو انسان اسی لعاب دہن سے اپنے قرآن شریف کے ورق اولٹا ہے اور بہائی کبہی ایسے لعاب دہن کو زمین پر بیکار تہوک دیتا ہے پس جاے صرف کا بہی لحاظ کرنا ضرور ہے یہہ سنکر وہ سنی بہت شرمندہ ہوا فقرہ حیف پس جناب امیر گویا کلام شریف سے جو لعاب دہن حضرت رسول خدا نے لگایا اور حلق شریف خلیفہ اول کا بطور نہین اوسکے تہا جب تو حضرت نے تہوک دیا لگایا نہین وہ اونہین جذب ہو گیا خلاصہ یہہ کہ بعض وقت جاہلونکو وہ سوجہ جاتی ہے بفضلہ تعالے کہ فاضلونکو نہین سوجہتی ہے قصور ثانی خلیفہ ثانی کا توات شریف اکثر لڑائیون پر سے رسول خدا کو چہوڑ کر بہاگے گویا کہ اور لوگونکو بہی بہاگنے کی ہدایت کی استغفر اللہ قصور ثالث خلیفہ ثالث کا ان عقلمند نے اپنا قرآن شریف جمع کیا ہوا تو رواج دیا اور اور لوگونکا کلام جمع کیا ہوا ایک مقام پر جمع کر کے مارے جلن کے جلا دیا کہ جناب امیر علی ابن ابی طالب کو خلیفہ رسول خدا نے کیون کیا اور اپنے کلام مین صاف صاف ظاہر کیون کیا غرض سنیونکے تین یار تینو نیکیار پس جو لوگ کہ اسطرحسے کام بگاڑین اور بگاڑنا چاہین خدا و رسول

کا وہ کب لایق اسکے ہین کہ اونکو کوئی عہدہ جلیل یا کوئی کام سرکاری دیا جاوے
خلاف عدالت اور انصاف ہے اور نافہمی یہی ہے پس معلوم ہوا کہ اہل سنت
خدا کو عادل نہین جانتے اور نافہم یہی سمجھتے ہین حالانکہ ذات اوسکی عادل و عالم
ہے اور وہ خالق عقل ہے اب اگر اہل سنت خلفای ثلاثہ کو بادشاہ بنایا ہوا
اپنا سمجھتے ہین جانب خدا سے نہین تو پھر ہمکو اون لوگونسے کچھ مطلب نہین ہارا
چہ ازین قصہ کہ گاو آمد و خر رفت * ہم لوگونکو تو کلام اوس حالت مین ہے
کہ جب وہ لوگ خلفای ثلاثہ کے مقرر رہے خلافت کے خدا کے جانب سے
ٹھہراوین ورنہ ہمارے جوتی کو کیا غرض ہے کہ جو ہم لوگ مقابلہ اونکا کرین سوال
جس فعل کا کہ خداوند کریم ارادہ کرتا ہے یعنے حکم کرتا ہے وہ ضرور ہو جاتا
ہے پس یہہ کیا باعث کہ جناب امیر نے بادشاہت ظاہری نکی حالانکہ اہل تشیعہ
قایل ہین کہ جناب امیر کو خدا نے جائی رسول پر قایم کیا اور بادشاہ و سردار
کیا ہم لوگون پر جواب بہت ظاہر ہے یہہ بات کہ جائے رسول پر قایم ہوتا
بادشاہ اور سردار قرار پانا یہہ اور بات ہے اور لوگون کا بادشاہ سمجھنا اور
اوسکی اطاعت کرنا یہہ اور بات ہے پس جس بات کا کہ خدا نے ارادہ اوسکا
حکم کیا وہ تو ہوا کہ آپ جگہہ پر نبی رسول کے بیٹھے اور بادشاہ و سردار ہی
سبکے قرار پائے علاوہ اسکے اب بادشاہت ظاہری جو اسنے نکی تو اسکا یہہ
سبب ہوا کہ اہل سنتون نے اون حضرت کو بادشاہ سمجھا نا اور اطاعت
اونکی قبول نکی اسمین نقص معاذ اللہ ارادہ اور حکم خدا مین کیا ہوا سوال
ہم لوگونکے ماننے اور اطاعت قبول کرنے کا ارادہ اور حکم خدا نے کیون نکیا
جواب ہو سکتا تہا کہ تم سب لوگونکے قلب طرف جناب امیر کے پھیر دئے جاتے
جسکے وجہہ سے تم لوگ سبکے سب جناب امیر کو خلیفہ اور بادشاہ مانتے مگر ایسا

تمہارا نہ ہوتا بلکہ فعل خدا ہو جاتا پہر تمہارے کیا خوبی ہوتی کہ جو لایق ثواب ہوتے
اگر یہی کرتا ہوتا تو پہر کوئی کافر اور بدین کیون ہوتا ابتداء دنیا سے سبکو خداوند
کریم جبر یہہ اپنے زور قدرت سے ایماندار بنا دیتا اور پیدا کر دیتا پہر اسمین کیا
حاصل ہوتا عبث اور بیکار ہوتا خوبی اور بہتری تو واسطے بندون کے اوسی حالت
مین تہی کہ جب افعال بندونکے بندونکے اختیار مین دئیے جاوین اور اوسوقت
وہ بندے خوشی اور اختیار سے اپنے حکم خدا کو مانتے تاکہ لایق ثواب ہون
ورنہ ظلم و جبر سے حکم خدا کو مانا تو کیا خلاف عدالت و انصاف ہے پس اسوجہ
سے جناب امیر نے بادشاہت ظاہری نہ کی کہ خدا نے جبر کر کے منافقین کے
قلب طرف حضرت کے اطاعت کے نہین پہیرے یہہ عدل و انصاف ہے
خدا کا خلاصہ یہہ کہ جو فعل خدا تہا اور مناسب تہا وہ تو اوسنے کیا اور ہوا اور جو فعل کہ بندونکا
وہ بندون نے نہ کیا نہ ہوا توضیح واضح ہو کہ خوشی و رضا خدا اور ہی اور ارادہ اور حکم اور ہی خوشی اور رضا
تو عام ہے کہ متعلق ہے ارادہ اور حکم خدا سے بہی اور یہہ معنی بہی ہو سکتے ہین
اسطرح پر کہ قطع نظر کر کے اس بات سے کہ خواہ کوئی فعل ہو خواہ نہ ہو
مگر جو وہ فعل ہوگا تو موافق رضاے خدا کے ہوگا اور اگر نہ ہوگا تو موافق رضاے
خدا کے نہ ہوگا پس یہہ معنے رضا اور خوشیکے پاے جاوینگے نسبت افعال
بندونکے یعنے اگر بندے اس کام کو کرینگے خوشی سے اپنی تو ہمارے خوشی
ہے اور اگر نہ کرینگے تو پہر ہم ناراض ہین اور ارادہ اور حکم جو ساتہہ خوشی
اور رضا کے ہوتا ہے کسی فعل کے کرنے پر پس وہ ضروری ہو جاتا ہے
پہر یہہ مجال نہین کہ وہ بات نہ ہو لہذا اپنے خوشی اور رضا سے جناب باری
نے ارادہ حکم کیا خلافت جناب امیر پر وہ ہوگی کہ حضرت جانشین رسول ہی
ہوئی اور سردار و بادشاہ بہی ہوے اب رہا بادشاہت اور حکومت کا کرنا

پس چونکہ یہہ امر تم لوگونکے ماننے پر موقوف تہا اور کام تمہارا تہا اسی وجہہ
سے ظہور اسکا نہ ہوا کہ تم لوگون نے حکم خدا کو نمانا اور اطاعت حضرت کے
نہ قبول کے اب اگر تم سب کے قلب اپنے قدرت سے ساتہہ جبر کے طرف
جناب امیر کے اطاعت کی پہیر دی جاتے تو یہہ ہو سکتا تہا کیونکہ خداوند کریم قادر
ہے پہر کیا مجال ہے جو کوئی بندہ غدر کر سکتا بادشاہت حضرت کی ظاہر بہی
ہو جاتی مگر چونکہ جبر کرنا خلاف عدالت اور انصاف ہے اسوجہہ سے ایسا
ارادہ حکم نہ کیا گیا بلکہ وہ فعل تمہارا تمہارے اختیار مین رکہا گیا مگر خوشی اور
رضاء خدا یہی تہی کہ تمام عالم جناب امیر کو بعد رسول خلیفہ رسول بلافصل سمجہے
بغیر جبر کے اپنی اختیار سے اسمین کوئی نقص ارادہ یعنے حکم خدا مین نہین ہوا جو کسیکو
یہہ شک ہو کہ معاذ اللہ خلاف ارادہ اور حکم خدا کے ہوا جناب امیر کا بادشاہت
ظاہری نہ کرنا تیسرا جملہ متعلق انصاف وعدالت پروردگار وہ یہہ ہے کہ جسطرح
مومن کو پیدا کیا خدا نے اوسی طرح کافر کو پیدا کیا برابر کوئی فرق نہین کیا
مگر یہان دنیا مین پیدا ہو کر کوئی شخص اپنی اختیار سے کافر ہو گیا اور کوئی ایمان
دار ہوا خدا نے کسی کو بیدین اور دیندار نہین بنایا اسیطرح بعد بنانے دنیا
کے جو جو قاعدہ اور قانون معین فرمائی دنیا کے وہی دوست کے ساتہہ بہی کئے
جاتے ہین اور وہی دشمن کے ساتہہ بہی کئے جاتے ہین مثلاً عوارض پیدا ہوئے
پس وہی عارضہ ایمان دار کو ہوتا ہے اور وہی بے ایمان کو بہی بعد اسکے موت
ہے یا صحت وہی ایمان دار کے واسطے ہے اور وہی بے ایمان کے واسطے ہے
بڑا سن ایماندار کا ہوتا ہے تو بے ایمان کا بہی بہت بڑا سن ہوتا ہے جوان
ایمان دار بہی مرجاتا ہے تو بے ایمان بہی بچے ایمانداروں کے بہی جیتے اور
مرتے ہین تو بے ایمان کے بہی امیر اور فقیر ایمان دار بہی ہوتا ہے اور بے ایمان

ناہی دعا دونوں کے قبول بھی ہوتی ہے اور نہین بھی قبول ہوتی ہے اسیطرح
اور امورات دنیا کے پس ان امورات مین کسی امر مین فضیلت ایمان دارونکو
بے ایمانو پر نہین دی گئی اسمین جو کچھ کہ مصلحتین خدا کی ہین وہ خدا ہی خوب جانتا
ہے مگر ظاہر حال اس فعل سے یہی ہی ہے انصاف و عدالت و رحم پروردگار ہے
کیونکہ کافر بھی تو اوسیکے بندے ہین اگر وہ سب طرح سے ذلیل و خوار کیے جاتے
تو پہر وہ لوگ کس طرح سے ہوکر اس چار ونکے دنیا مین زندگی اپنی بسر کرتے
علاوہ برین دین حق کو خدا نے خوب ظاہر بھی کیا ہے اور کسی قدر ابہام بھی
قایم رکھکر اپنے تئین اپنے بندونسے ڈہونڈوایا بھی ہے کیونکہ دنیا جاے
امتحان قرار دی ہے اچھے اور برے سب کا امتحان لیا جاتا ہے تاکہ دیکھیں
کون ہمکو ڈہونڈھکر پا جاتا ہے اور کون نہین خواہش کرتا ہے ہمارے اور
کون بندہ ہمارے قانون معین پر شکر کرتا ہے ہمارا اور کون بیزار ہوتا ہے
ہمسے یہہ مقرر کیا ہے جو سب بندونکا ایک حال ہے دنیا مین ورنہ ہو سکتا تہا
کہ جو بے ایمان ہوتا یا گناہ کرتا تو عارضی بھی اوسیکو ہوتے فقیر و لاچار بھی ہی
ہوتا غرض سب طرح کے بے چینی اور برائی دنیا کے اوسیکے واسطے ہوتے
یہہ کوئی بات منع کی نہ ہوتی بڑا عیب تو یہہ ہوتا کہ وہی ظلم و جبر ہو جاتا کیونکہ
یہہ ماجرا دیکھکر ہر کافر اور بیدین اگر ایمان قبول کرتا تو بہ مجبوری بے بس
ہوکر خوشی اور اختیار سے اپنے ایمان نہ قبول کرتا پہر کیا حاصل ہوتا لائق ثواب
بھی وہ بندے نہ رہتے ظلم و جبر بھی ان کمبختوں پر بیکار کیا جاتا اور حق یہہ ہے
کہ لائق انعام و بخشش جبھی ہوتا ہے انسان کہ جب اپنے اختیار سے ساتھہ
خوشیکے دل سے اطاعت قبول کرے ورنہ مارے باندہے کا سودا کس کام
کا اسی وجہہ سے خدا نے افعال بندونکے بندونکے اختیار مین دی ہین اور

اور کسیطرحکا ظلم وجبر اونپر نہین کیا ہے نصیحت مختصر خاص واسطے ایمانی اروکے
اے برادر ایمانی کچھہ غم نکرو اسبات کا کہ ہم لوگونکو بیدینونپر فضیلت نہ ہوئے
دنیامین کسی صورت مین اسواسطے کہ دنیاہی کیا چیز ایک جاے فانی ہے پلک مارنے
مین تو گذر جاے گی اسکے حقیقت کیا ہے ایک مزبلہ ہے نسبت آخرت کے
دیکھو کہ سیکڑون مچھر ہزارون کھٹمل تو روز تمکو کہاے جاتی ہین علاوہ اسکے
ہزارون آفتین روز بپا رہین خلاصہ یہہ کہ کوئی شخص اس دنیامین بیفکرا نہین
ہے پس اس مقام پر فضیلت ہوتی تو کیا نہ ہوتے تو کیا ہم لوگونکو تو شکر
کرنا زیبا ہے اسواسطے کہ ہمارے واسطے تو وہ مقام بنایا گیا ہے کہ جہان ہمیشہ
رہین گے اور سب طرحکی راحت ہوگی وہان کسی بے ایمان کا حصہ نہین ہے
خاطر جمع رکھو یہان جو کچھہ گذرے گذر جانے دو مصالح پروردگار مین دخل نہ دو
تم کون ہو ایک عبد ذلیل ہو وہ فاعل مختار ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے تمہارا
کچھہ اجارہ نہین اب یہان پر ایک حکایت سنو کہ تمہارا دل بہلے وہ حکایت
یہہ ہے

حکایت

دو شخص آپس مین دوست ایک مقام پر تہے کہ اونمین سے
ایک شخص نے یہہ کہا کہ دنیا کیا برا مقام ہے کہ اسمین کوئی شخص فکر سے خالی
نہین علاوہ اور آفتون کے کہ جو دنیامین مقرر ہین دوسرے نے یہہ سنکر
جواب دیا کہ بہائی سچ کہتے ہو مگر ایک شخص کو مین دیکھہ آیا ہون وہ تو بیفکرا
ہے کچھہ فکر اوسکو دنیا و آخرت کی نہین ہے یہہ بات پہلے شخص نے نہ مانی یہانتک
گفتگو پڑہے آخرکار اس امر پر فیصلہ قرار پایا کہ اچھا ہم بہی چل کر اوس شخص
کو دیکھین کہ وہ کیسا بےفکرا ہے جو شخص کہ دیکھہ آیا تہا وہ اپنے دوست کو اپنے
ہمراہ لیکر اوس مقام پر پہنچا غرض جس مکانمین وہ شخص بےفکرا رہتا تہا وہان
جاکر جو دیکہا تو یہہ دیکہا کہ وہ شخص ہر وقت ناچ دیکھتا ہے اور ہر فعل بد اسکے

اوسکے راحت و خوشیکے موجود ہے یہہ دیکہہ کر شخص اول سے قایل ہوا اور کہا
کہ واقع مین جو تم کہتے ستے کہ فلان شخص کو کوئی فکر و رنج نہین ہے تو واقعی مین
نےنے اوسیطرح پایا یہہ باتین کرتے اون دو شخصون کو جو اس شخص بی فکر نے
دیکہا تو اون دونو شخصون کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ کیا باتین تم دونو بہائی کر رہے
ہو ان دونو شخصون نے تمام حال آپس کے جہگڑے کا بیان کیا کہ آپکے بارہ مین
مجہسے انسے تکرار تہی تو اب مین بہی قائل ہوگیا اس بات مین کہ واقع مین آپ بیفکر
اور بے رنج ہین یہہ سنکر وہ رئیس رونے لگے اور کہا کہ بہائی مین تو ایسی فکر
اور رنج مین گرفتار ہون کہ یقین ہے کہ کوئی شخص ایسا نہ ہوگا اور یہہ جو تم ناچ
اور گانا دیکہتے ہو یہہ فقط اپنے دل کا بہلاوا اپنے قرار دیا ہے ورنہ مارے رنج
کے مین مرجاؤن وہ واقعہ میرا اسنو بہائی میرے زوجۂ منکوحہ بہت خوبصورت
تہی مین اوسکا عاشق تہا اور وہ میرے عاشق تہے موافق قاعدۂ دنیا کے ایک
مرتبہ وہ ماندی پڑے کیا کہون جو کچہہ کہ میرا حال مارے رنج کے ہوا خدا نے
روپی ڈالا کیا تہا سب طرحکے دعا اور تعویذ اور دوا کے ملازمین موجود تہے
مگر مارے محبت کے مین خود دوا بنا کر پلاتا تہا اور ہر وقت پلنگ کے پٹی سے
لگا ہوا بیٹہا رہتا تہا دنکو دن اور رات کو رات نہ سمجہا مگر کسی طرح اوسکو صحت
نہ ہوئی یہان تک کہ قریب مرگ پہنچی ایک شب کچہہ وصیتین مجہہ سے کرنے
لگے اور کہنے لگے کہ تم تو اور نکاح کر لوگے چلو مبارک ہو ہم تو اب اس دنیا
سے جاتے ہین خدا حافظ یہہ سنکر کیا کہون بہائی جو کچہہ کہ میرا حال ہوا اپنے
جواب دیا کہ بعد تمہارے مجکو زندگی حرام ہے نکاح اور بیاہ کیسا اور شاید
کہ تمکو یقین نہ آوے تو واسطے تمہارے اطمینان کے دیکہو مین کیا کرتا ہون
تاکہ تم جو دنیا سے جاؤ تو اس امر مین مطمئن جاؤ یہہ کہکر مین اوسترا اوٹہا لایا

اور اپنا بدن کاٹ کر اونکے سامنے پہینکدیا پہر مجکو خبر نہین کہ کیا ہوا کیونکہ مجکو بہی
غش آگیا عزیز میرے اوٹہا لے گئے اور میرا علاج کرنے لگے جب مجکو ہوش
آیا تو پہلے مینے یہی دریافت کیا کہ کمو میرے بیوی کے دفن وغیرہ سے فرصت پا گئے
اون لوگون نے جواب دیا کہ خدا نخواستہ یہہ نہ کہو اونکو تو صحت ہوتے جاتی تہی
یہہ سنکر مین بہت خوش ہوا گویا کے جان آگئی مختصر یہہ کہ وہ بہی اچہے ہوگئین اور
ہم بہی اچہے ہوگئے جب طاقت بہی آگئے تو پہر اونکو اوس کام کے ضرورت ہوئی
اور یہان وہ شل ہوگئی تہی کہ گادبجا دمیا نکلے وہی نہین آخر کار یہائی رفتہ رفتہ کر کے
میرے زوجہ کو مجہسے نفرت ہوگئی یہان تک کہ اوسنے برابر مردونکو بلوانا شروع
کیا اور آوارہ ہوگئے کچہہ بیماری جانفشانی کا بہی خیال نہ لیا پس یہہ دیکہکر
مینے اوسکو چہوڑ تو دیا ہے مگر کیا کہین جو کچہہ کی قلق ہے اور فکر ہے کہ کیونکر عوض لیا
مین اس نالایق کا اور کسطرح اپنے تئین صرف دنیا لین یہہ سنکر پہلے دوست نے
دوسرے دوست کو بندگے کے اور کہا کہ دیکہا پہر ہمین سچی نکلے کہتے ہین کہ دنیا وہ
مقام ہے کہ اسمین کوئی شخص خالی فکر و رنج سے نہین ہے پس جبکہ دنیا کا
یہہ حال ہو کہ کسی مزکی بات مین بہی مزا نہ ہو تو پہر بد مزا باتونکا کیا ذکر ہے چنانچہ
قول جناب امیر کا دلیل ہے فرمایا حضرت نے کہ بڑا مزا دنیا مین [illegible] کہا ہے
حالانکہ اگر انسان خیال کرے تو وہ کیا چیز ہے ایک نجس چیز کا نجس جگہہ مین ڈالنا
دنیا ہے اور کچہہ ہی نہین ہے حاصل کلام یہہ ہے کہ دنیا مین خواہش کرنا راحت
کے نسبت کفار کے عبث اور بیکار ہے اسواسطے کہ یہہ قاعدہ اس دنیا کا نہین
بنایا گیا ہے کیونکہ خلاف قاعدہ کیا جاوے ظلم و جبر ہو جاوے بیدینونپر
اور یہہ خلاف انصاف و عدالت ہو سوال لڑائی لڑکر کفار کو اپنے دین مین
لانا یہہ جبر نہین ہے جواب یہہ جبر نہین ہے بلکہ فقط ڈرانا ہے اور اس قسم سے

توفیق اور ہدایت کرتا ہی تاکہ کسیطرح ڈر کر بندے راہ راست اختیار کرین
مگر جبکہ وہ ڈر سے بہی نہین بلکہ برابر کا مقابلہ کرنے پر امادہ ہوئے اور مارنا چاہا
تب واسطے محافظت جانکے ایماندارونکو بہی حکم ہوا کہ تم اپنے حفاظت جان
کرو کہ یہہ بہی تم پر واجب ہے اور حفاظت جان اسے طور سے ہو سکتی ہی
لڑائی مین کہ جب خود بہی مارے اسیواسطے حکم جہاد ہوتا تہا علاوہ اسکے اور
مصلحتون سے بہی حکم جہاد ہوتا تہا اوسکو جبر اور ظلم نہین کہہ سکتے اسواسطے کہ جبر
اور ظلم تو جب صادق آتا کہ جب سب قوتین کفار اور منافقین سے خدا اونکی
چہین لیتا علاوہ اسکے ہاتہہ پاون بہی کفار کے عارضہ فالج وغیرہ مین مبتلا کر
دیتا بعد اسکے حکم کرتا ایماندارونکو کہ اب تم سبکے سب انکو مارو تب البتہ
ظلم وجبر ہو جاتا اور جبکہ سب کے سب کفار اور بیدین کسی طرح مجبور نہ کئی
گئی ہتے کسی لڑائی مین تو پہر اب ظلم وجبر کب باقی رہا بلکہ یہہ خیال کرنا چاہیے
کہ خدا نے اپنے برابری کرائی اپنے بندون سے اللہ واکبر اس طرح دینے
سے بہی کچہہ انتہا ہے اور اس رحم کا بہی کچہہ ٹہکانا ہے یہہ کام خدا ہی کے شان
کے لایق ہے بہی توجہ دیکہہ کر خدا کے بندونکی حال پر پیغمبر اور امامون نے بہی
بڑے بڑے صبر کئے چنانچہ جناب امام حسین علیہ السلام نے تو ایسا صبر کیا کہ
فرشتونکو تعجب ہوا دیکہو کہ خدا نے اپنی فوج کا مجبور اور مظلوم ہونا گوارا کیا
مگر کفار اور منافقین کو ضعیف دلا جانا نہین کیا یہہ معنے انصاف و عدالت
اور رحم پروردگار کے ہین سوال اکثر ایماندار اور اکثر کفار اور بیدین علاوہ
پیغمبر اور اماموں کے بادشاہت کر گئے اس دنیا مین اور ابہی موجود ہین پس ان
سب کو بہی ہر شخص کہتا ہے کہ خدا نے بادشاہ کیا ہے اور بادشاہ کیا تہا
اور پیغمبر و امام کو بہی خدا نے بادشاہ کیا تہا پس کیون فخر کرتے ہین مسلمان

اس بات پر کہ ہمارے پیغمبر اور امام کو خدا نے سردار اور بادشاہ کیا تھا —
کفار کو بھی تو بادشاہ کیا لہذا معلوم ہونا چاہیئے کہ اس بادشاہت مین اور اوس
بادشاہت مین کیا فرق ہے جواب بڑا فرق ہے مثال اسکی اسطور پر سمجھنا چاہیئے
کہ مثلاً ایک باغ ہم نہایت عمدہ تیار کرین کہ جسمین طرح طرح کی چیزین ہون پیش
بعد تیاری باغ اوس باغکو ہم کسی دوست کو اپنے دیدین اور مالک و مختار
کردین یہہ تو خوشی و رضا ہوئی ہماری کہ اصل مین مالک و مختار اوس باغ کا ہمارا دوست ہوا اب بیجا
اسکے کچہہ لوگ چیرہ ایسی خواہ سرزوری سے یا دغابازی سے اوس باغ پر قابض ہون اور ہم اس فعل سے اون
لوگونکے آگاہ ہون مگر اونکو مانع نہون اور اونسے چہین نلین پس یہہ فرق ہے دو نو
بادشاہونمین کہ خدا نے دنیا کو ایک نہایت عمدہ باغ بنایا اور اپنے خوشی سے
مالک و مختار اوس باغ کا اپنے دوستونکو کیا اسوجہہ سے یہہ امر باعث فخر و مباہات
ہوا واسطے پیغمبر اور امام کے اور واسطے ہم لوگونکے اب علاوہ اون حضرات کے
جسنے بادشاہت کی اور کرتا ہے اوسسے خدا نے نہ چہینا اور نہ چہین لیتا ہے پس
ہم لوگ نہ چہین لینے کو خدا کے بادشاہت کا دنیا سمجھتے ہین حالانکہ دنیا اور رہے
اور نہ چہین لینا اور رہے چنانچہ میرے قول پر یہہ حدیث دلیل ہے کہ بروز عقد
جناب فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کو مہر مین اونکی علاوہ اور نعمتونکے چند
دریا بہی خدا نے دیئے تہے کہ جس مین دریاے نہر فرات بہی تہا جو کہ کربلا مین جاری
تہا مگر افسوس ہے کہ قبضہ اوسپر یزید ملعون نے کر لیا تہا اور جناب امام حسینؑ
کو کہ حق اونکا تہا ایک بوند پانی کی اوس نہر سے اونکو ندے پس اسی طور
پر اکثر واقعے ہوے کہ جو خدا کے خوشی ہوئے اور سکو بندونے منظور نہ کیا
اور خلاف خدا کیا مگر سبحان اللہ کیا استغنا اور رحم و کرم ہے کہ خدا نے اس
فعل پر بندون کے کچہہ خیال بہی نہ کیا اور عذاب دنیا مین نازل نہ کیا اگرچہ ذرہ

وغیور رہے مگر پرورش سبکے منظور رہے سوا کسی وجہہ سے فوراً اعمال بد کے
سزا دنیا مین نہین ہوتی ہے بندونکو جواب اسوجہہ سے کہ اعمال خیر اور بد کے
جزا اور سزا روز معین پر آخرت مین اور قبل عالم برزخ مین موقوف رکھی ہے
خدانے تو پھر اب جلدی سزا و جزا مین اعمال خیر اور بد کے کیا ضرور ہے اور
کبھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ جہان مناسب اور مصلحت ہوتی ہے تو فوراً دنیا
ہی مین سزا اور جزا ہوجاتے ہے گنہگار بندیکے لیے دوسرا سبب نہ جلدی
کرنے مین عذاب کے وہ یہہ ہے کہ خداوند کریم غنی اور مختار ہے جسوقت
چاہے اوسیوقت ہر شئی اوسکے قبضہ قدرت مین ہے جو چاہے وہ کرے تو پھر
جلدی کرنا اور گھبرا جانا اوسکے شان کے خلاف ہے جلدی کرنا تو اوسکو زیبا
ہے کہ جو یہہ سمجھتا ہے کہ ہم اسوقت صاحب اختیار ہین کل شاید ہمارا اختیار
باقی نرہے اور جو ہمیشہ سے مختار ہے اور ہمیشہ مختار رہیگا اوسکو جلدی کرنا
کیا مناسب ہے دیکھو اور خیال کرو کہ کیمیا گر کو جو ذرا سے غنا حاصل ہوجاتی
ہے تو وہ تو جلدی چاندی سونا بنانے مین کرتا ہے نہین یہانتک کہ فاقے
کرکے مرجاتا ہے مگر کسیکے کچھ پروا اور حقیقت نہین سمجھتا پس یہہ فقط وہی
سبب ہوتا ہے کہ دل اوسکا مطمئین رہتا ہے کہ ہم جسوقت چاہینگے جسقدر
اوسی قدر چاندی سونا بنالینگے جلدی کیا ضرور ہے پس انسان ایسا ہی
صبرا تو اتنے سے استغنا مین اسقدر بے پروا اور مطمئین ہوجاتا ہے تو پھر خداوند
کریم کا ذکر کیا ہے مگر بندے بڑے نافہمی کرتے ہین جو اپنے تئین آزاد سمجھکر
خطا مین خدا کی کرتے ہین اور دل مین یہہ خیال کرتے ہین کہ گناہ کرنے سے
کچھہ بھی نہین ہوتا گھبراؤ نہین اور اتراؤ نہ جاؤ جو کچھ کی ہوا چاہتا ہے بہت جلد
ہوگا زمانہ تمہارے موت کا قریب آپہنچا ہے اوسوقت تمکو معلوم ہوگا کہ افسوس

ہمنے یہہ کیا کیا چار دن کے واسطے جو جا ہو سو کر او تھا تو پہر وہی خدا ہے اور رحیم ہو
اور عالم برزخ ہے برزخ وہ مقام ہے کہ جہان بعد مرنیکے ہر شخص کا قیام ہو گا
قیامت تک اور قیامت کا ہونا ہے بیشک پس بی دینونکو کسی زمانے مین بہی
آتش جہنم سے نجات نہ ہوگی اور ایماندار بخش دئی جاوینگے برزخ اور آخرت
دونو مین اسواسطے کہ شفاعت کرنے والے اور بخشوانے والے ایماندارونکے
چودہ معصوم ہین کہ جن مین سے ایک شخص کا عرض کرنا درگاہ خدا مین کافی ہے
نہ کہ چودہ حضرات پہر کیا غم ہے لیکن ایکبات ہے کہ بہروسا کرکے اس بات پر
دلاوری سے گناہ نکرے خیر جو گناہ کہ ہوگئے ہین وہ ہوگئے ہین یا بشریت سے پہر
جو جائین وہ ہوجائین پس لازم و واجب ہے کہ گناہ سے اپنے تئین بچا وے
اور اگر اسپر بہی گناہ ہوجاوے تو فورًا توبہ کرے تاکہ وہ تل سیاہ کہ جو قلب پر
پیدا ہوا ہے مٹ جاوے پڑہنا کیا معنی اور توبہ اصل مین ندامت او ہی سچی الحق
ہے پہر یہہ کیا مشکل ہے لازم ہے کہ گناہونکے توبہ کرے علاوہ اسکے اون
گناہونکو انشاء اللہ تعالے حضرات بخشوا دینگے گو کہ کسی وجہ سے توبہ بہی نہ کی
ہو مگر جو تکیہ کرکے ان حضرات پر گناہ کرے گا تو پہر اوسکو حضرات نہ بخشوا ئینگے
کیا عجب ہے خوف گناہ اسکے بہی کرنا لازم ہے کہ حدیث مین وارد ہے کہ جب
کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو ایک تل سیاہ اوسکے قلب پر ہوجاتا ہے پہر اگر توبہ
اوس گناہ سے نہ کی تو وہ تل ایک گناہ والا بڑہتا جاتا ہے یہانتک کہ قلب
سیاہ ہوجاتا ہے نہ کہ اور گناہونکا کرنا اور توبہ نہ کرنا خدا محفوظ رکہے اوسکا کیا
ذکر ہے پس جبکہ قلب سیاہ ہوجاتا ہے تو پہر وہ شخص کسی کے واعظ و نصیحت
کو خطر مین نہین لاتا اور اچہی بات کو قبول نہین کرتا ہے بسبب ضعف ایمان
کا ہوجاتا ہے پس اگر خدا نہ کرے بیدین ہوگیا تو پہر شفاعت اوسکی کوئی حضرات

نہ کرینگے ہمیشہ کو داخل جہنم ہوگا چنانچہ دیکھئی کہ سید احمد خان مسلمان اور سید بھی تھے
مگر ایک مذہب نیچیر سے اونہون نے اپنی طرف سے تیار کیا ہے اور سیکڑون آدمیونکو
نیچیر کردیا ہے اسیطرح بہت لوگ ایمان دار بے ایمان ہوگئے اور ہوئی جاتے
ہین حق تعالے اپنے پناہ مین رکہے اون لوگونکو کہ جو اپنے ایمان حق پر قایم ہین
ابہی تک چونکہ مذہب نیچیر نوایجاد کا ذکر آگیا تو پہر اب ضرور ہے کہ کچہہ حال اس
مذہب کا لکہہ کر رد اوسکے کیا جاوے پس وہی مضمون کہ جو ہم اخبار لاامیہ مین جناب
مولوی میر عابد علی صاحب قبلہ مدظلہ کے لکہوا کر چہپوا چکے ہین اس جگہہ پہ بہی وہی مضامین
لکہے دیتے ہین انشاءاللہ سمجہدار کے واسطے کافی ہین واضح ہو کہ نیچیریون نے
دو خدا قرار دی ہین ایک کا نام علت فاعلی اور دوسرے کا نام علت مادی
رکہا ہے یعنے ایک وہ علت کہ جسنے بنایا تمام عالم کو ہمیشہ سے ہے اور ایک وہ علت جسسے بنا
تمام عالم ہمیشہ سے ہے پس ہمیشہ سے ہونا اور ہمیشہ رہنا یہہ صفت ہے خدا کی تو معلوم ہوا انکی کہ وہ لوگ
ہر چیز کو خدا جانتے ہین مثل صوفیونکے جواب جانا چاہیے کہ جسکو کہ وہ علت فاعلی
کہتے ہین ہمارے اونکے نزاع لفظی ہے اصل مین خدا سب کا وہی ہے کہ
جسنے کہ تمام عالم کو بنایا ہے وہ ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا ہم لوگ
اوسے کو خدا کہتے ہین اور وہ لوگ علت فاعلی کہتے ہین مگر اب یہہ وحشت
اور وہم جو ہے اونکا کہ اگر مادہ نہوتا تو وہ طرح طرح کے صورتین کیونکر بناتا
معلوم ہوا کہ مادہ ہے قدیم ہے یہہ نہین ہوسکتا اور یہی شرک ہے کیونکہ سوا
ذات پروردگار کوئی قدیم نہین ہے اور یہہ بات کوئی تعجب کے نہین ہے
کیونکہ ہم لوگ تو خالق کلام مین بغیر مادے کے بطور مثال اس طور پر سمجہنا چاہیے
کہ جیسے ہم کوئی شعر موزون کرین یا عبارت نثر لکہین یا دونون رات مین کئی
مرتبہ بولین تو اوس کلام کے پیدا کرنے میں اپنے اختیار سے ہم لوگ

تکرار پاوینگے اگرچہ تو تم یہہ ہوتا ہے کہ الفاظ اس کلام کے شاید کسی مقام
پر جمع تھے اب اسوقت ہمارے ذہن مین آگئی حالانکہ یہہ بات نہین ہے بلکہ
فقط ہمارے ذات تھی اور کچھہ نہ تھا اوسے ذات نے ہماری اصل عدم سے
اون الفاظکو ترکیب دیکر بنایا پس ہم لوگ تو بنانے والے کلام کے بغیر
مادے کے ہو سکتے ہین تو خدا کے بنانے پر کیا تعجب ہے وہ تو اپنا مثل و نظیر
بھی نہین رکہتا اور سبکے نزدیک قادر و مختار ہے اوسکے نزدیک کیا مشکل و
محال ہے جو وہ محتاج ہوتا مادیکا اوسنے ہی مادہ تمام عالم کا اور بعد اسکے صورت
تمام عالم کے اصل عدم سے صورت ہستے مین لایا یہہ سب توہمات شیطانے
ہین ان امورات مین غور کرنا زائد مناسب نہین فقط اسقدر سمجھہ لینا کافی ہے
کہ خالق قادر ہر مذہب کے نزدیک ہے پس اوس خدا کو جسطرح اوسکی مرضی
ہوا اوسیطرح مانے اور جو نام کہ اوسنے اپنے رکہتے ہون اونہین ناموں سے
اوسکو یاد کرے نہ یہہ کہ اپنے طرف سے ایجاد کرکے خدا تعالی اور نام بھی
رکہہ لے کہ علت فاعلی ہے اور رام ہے اور بہگوان ہے یہہ کیا واہیات
باتین ہین انصاف یہہ تو غور کرے کہ ہم ہین کیا اور ہماری حقیقت کیا ہے ہم
اپنے تئین اور اپنے ہم جنسونکو اور اونکی کامونکو تو پہچان ہے نہین سکتے کہ
ہم کیونکر بنے ہوئے ہین اور انگریزون نے طرح طرح کے صورتین اور کلین
کیونکر بنائی ہین پس جبکہ ہمارے عقل اسکو نہین سمجھہ سکتے ہے تو پہر ذات
خدا کجا اور اوسکے افعال کجا اونکو کیونکر ہمارے عقل دریافت کرسکتے ہے
پس غور کرنا ایسے امورات مین محض حماقت ہے کہ اوسنے دنیا بغیر مادے کے
کیونکر بنائی اور خود وہ مادہ کیونکر پیدا ہوا اری صاحب کسی طرح پیدا ہوا اور کسی طرح دنیا
اسکو بن گئی یہہ لکہنے والی کو مانو اور اوسکی اطاعت موافق اوسکی کرو اسکی حکم کیا مطلب یہہ کیونکر ہوا اور

کیونکہ ہوا تم کوئی قاضی ہوا افسوس کہ یہی سبب ہوتا ہے ہر انسان بے ایمان ہونے کے سبب کی
ہونیکا کہ کُنہ ذات خدا مین غور کرتا ہے کہ وہ کسطرح کا ہے اور افعال مین اوسکے
عقل لڑاتا ہے کہ اوسنے کیونکر سے بنایا یہہ نہین خیال کرتا کہ یہہ باتین ہرگز ہمارے
سمجھہ مین نہین آسکتے ہین پہر ہمکو غور کرنیکے کیا ضرورت ہے جو کچھہ کی ظاہر ہے
اوسی قدر سمجھہ لینا کافی ہے یعنے دنیا بنے ہوے ہے پس اسکا بنانیوالا ضرور
ہی وہی ایک خدا ہے اب وہم کرنیکی کیا ضرورت ہے لاحول پڑہنا چاہیے شیطان
پر لعنت کرنا چاہیے اب اس مقام پر اور ایک بات نازک خیال مین آئی وہ یہہ ہے
کہ انسانونکے بنائے ہوے چیز اگر ہمکو بتاے جاوے تو ہمارے سمجھہ مین آجاوین
گے وہ بہی اگر عقل درست ہے پہر ہم بہی اوس چیز کو اوس طور پر بنا سکتے ہین خواہ
کلین ہون خواہ اور صورت اور خدا کے بناے ہوے چیز بتاے سے بہی ہمارے
سمجھہ مین نہین آسکتے اسواسطے کہ انسان ہم مثل ہین اور خدا کے ہم مثل نہین
اگر معاذ اللہ خدا کے مثل ہوتے تو اوسکے کامونکو بے سمجھہ سکتے اور جبکہ اب
نہین ہے تو پہر ہم بتانے سے بہی خدا کا فعل نہین سمجھہ سکتے مثلاً فرمایا خدا نے
اور بنایا اوسے خدا نے کہ ہم جب پیدا کرتے ہین کسی چیز کو تو ارادہ کرتے ہین
پس بمجرد ارادہ کے وہ چیز موجود ہو جاتی ہے کیونکہ فقط ارادہ ہمارا وہی حکم
ہے ہمارا چنانچہ فرمایا قران شریف مین کہ یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید
اسکا وہی مطلب ہے جو بیان ہوا یا اکثر جگہہ فرمایا ہے پیدا کرنیکے مقام پر قرآن
مین کن فیکون یعنے حکم کرتے ہین ہم جس چیز کو پیدا کرنا منظور ہوتا ہے
کہ ہو تو پس وہ چیز موجود ہو جاتے ہے کیا سمجھے ہم آپ خاک بہی نہین سمجھہ مین
آیا افسوس جبکہ بتانے سے بہی نہ سمجھہ مین آیا تو پہر بغیر بتائی کیونکر سمجھہ مین آویگا چنانچہ
جبکہ لوگون نے سوال کیا کہ روح کیا چیز ہے تو بتایا خدا نے رسول کو اپنے کہ تم

سو ان لوگونسے کہ روح حکم خداہی ہے یعنے لبس اسقدر تم لوگ سمجہہ لو اسسے زائد ثبوت روح کے تمہارے سمجہہ مین نہین آسکتی ہے جو سمجہایا جاوے پس کیا کم عقل ہین وہ لوگ جو ہر شے کی حقیقت اور پیدایش دریافت کرتے ہین اسیوجہہ سے تو بیدین ہوجاتے ہین خداوند کریم سب مومنین کو توہمات شیطانی سے بچا دے اور دین اونکا اونمین قایم رہتے دوسرا اصول مذہب نیچر کا وہ یہہ ہے کہ ہر فرد بشر آزاد ہے جسکا جو دل چاہے اور طبیعت اوسکی خواہش کرے وہ اوسکو شوق سے کرے کچہہ گناہ اور ثواب کے اصل نہین ہے جواب سبحان اللہ یہہ خوب اصول ہے جسکے وجہہ سے ہمارا بہی دین حق ہوا جاتا ہے ایک تو حق تہا اور حق ہو گیا اسواسطے کہ ہم لوگون نے جو مذہب حق الیقین اختیار کیا ہے یعنے مذہب اثنا عشری تو ہم لوگون کا دل چاہتا تہا اور طبیعت نے خواہش کی کہ اس مذہب حق کو اختیار کرو پس موافق خواہش نفس کے ہمنے کیا پہر کیا وجہہ ہے جو نیچر لوگ چاہتے ہین کہ خلاف خواہش ہم کرین اور مذہب نیچر خدانخواستہ اختیار کرین معلوم ہوا کہ تم لوگ خود اپنے اصول پر بہی قائم نہین ہو ورنہ تمکو تو لازم ہے کہ تم ہر مذہب والے سے کہو کہ جو تمہارا دل چاہے اوس مذہب کو اختیار کرو نہ یہہ کہ اپنی مذہب کے اختیار کرنیکے واسطے دو جواب دوسرا کیا کم عقل ہین وہ لوگ جو مذہب نیچر اختیار کرتے ہین کیونکہ مذہب اپنا چہوڑکے جو انسان دوسرا مذہب اختیار کرتا ہے تو تین وجہہ سے یا خوف خدا اور ڈر عذاب آتش جہنم کا یا آرزو بہشت مین یا واسطے طمع دنیا کے پس خدا کے فضل سے مذہب نیچر اختیار کرنے مین کچہہ بہی نہین ہے نہ تو خدا کا کچہہ ٹہیک کہ خوف اوسکا اور اوسکے عذاب کا خوف کرین مذہب نیچر نہ اختیار کیا نہ سہی نہ آرزو بہشت کر سکتے ہین کیونکہ وہان ثواب کی کچہہ اصل ہی نہین ہے نہ طمع دنیا ہو سکتی ہے کیونکہ وہان کوئی جنجہی کوڑی سے دوال نہین پہر آخر مذہب نیچر اختیار کرین تو کیون کرین خواہ مخواہ سب لے سر فا

سکے فوج اور بے بادشاہکے رعیت اور بے خدا کے بندے نہین جاکر شریک ہون نسلا
سے جانور نہین بلکہ جانور سے بہی بدتر کیونکہ بڑا اصل تمہارا یہہ ہے کہ آدمی کو آزادی
اختیار کرنا چاہیے یعنے جو جسکا دل چاہے اوسکو کرے کچہ خوف کی بات نہین ہے
پس اسطرح چیز کو کوئی جانور بہی اپنی تئین ازاد نہ سمجہتا ہوگا خدا محفوظ رکہے موافق
مذہب نیچر کے اگر ان کا دل چاہے کہ مان بہن کو نامحرم کے سامنے کرے تو بہر شوق
سے کرے یا جورو اپنے سامنے کوئی غیر کو بلاوے تو شوق سے بلاوے شوہر اوسکا
راضی ہو استغفر اللہ ربی واتوب والیہ یہہ سب امورات نیچریونکو مبارک رہین
بہی ان سب باتونکو خوب کرتے ہونگے اور کسی سے خدانخواستہ ہون حق تعالیٰ
کرے کہ جو لوگ اس مذہب مہمل کو اختیار کر چکے ہین وہ بہی خدا سے توبہ کرکے مذہب
شیعہ اختیار کرین کہ جو مذہب ماشاء اللہ یقینے حق ہے جواب تیسرا جن چیز کو طبیعت
انسان کے خواہش کرے وہ کب ممکن ہے جو کرے مثلاً کون ایسا شخص ہے جسکا
دل یہہ نہین چاہتا کہ دنیا بہر کا مال اور دولت ہم کو مل جاوے یا زمانے بہر کے
عورتین خوب صورت ہماری زوجہ ہون اور مرض نہ ہو موت نہو جوان رہین
بڑہاپا نہ آوے اسیطرح ہزارون باتین ہین کہ اونکو طبیعت چاہتی ہے کہ یہہ ہوتی
مگر ممکن نہین کہ ہون پہر کیونکر ان باتونکو کرین معلوم ہوا اسی سے کہ علاوہ مادہ
اور طبیعت کے خدا ہے جسکے حکم سے یہہ باتین خلاف ہمارے خواہش کے ہوتی
ہین اور ہمارا کچہ زور نہین چلتا پس موافق اوسے خدا کے ایمان بہی اختیار کرے
اور جملہ فرمایشات بہی عمل مین لاوے نہ یہہ کہ اپنے طرف سے ایجاد کرکے اصول و
فروع بناوے چنانچہ میرے اس قول پر کہ جس چیز کو طبیعت انکی خواہش کرتی
ہی وہ چیز ممکن نہین ہوتی اسے سے وجود خدا کا پایا جاتا ہے یہہ حدیث دلیل ہے
کہ فرمایا حضرت نے کہ عرفت ربی بفسخ العزائم یعنے پہچانا مینے اپنی خدا کو سبب

ٹوٹ جانے اپنے ارادے اور قصد کے پس افسوس ہے کہ خدا ہر طرح ظاہر ہے پہر کیون بندگان خدا موافق اوسکے خوشی کے نہین کرتے ظاہرہ وجہ یہہ ہوتی ہے کہ خوشی اوسکی معلوم نہین ہو سکتی کہ کسطرح ہے بغیر رجوع کی طرف پیغمبر یا امام کے کہ جنکو خدا نے بہیجکر بانی اونکے خوشی اور رضا اپنی ہم لوگو پر ظاہر کے ہے پس واجب ہے ہر شخص کو رجوع کرنا طرف پیغمبر اور امام کے تب جا کر اصول اور فروع اوسکی درست ہون لہذا اسطرحکا مذہب کسی کا نہین ہے سوائے مذہب اثنا عشری کہ بذریعہ پیغمبر اور امام اپنے خدا کو پہچانکر اطاعت اوسکی کرتے ہین اپنے دل سے کوئی ایجاد نہین کرتے ہین نصیحت ای تیچیرلوگ اگر فقط ایک خوبی آزادی پر تم لوگ نیچیر ہوے ہو یا ہوے جاتے ہو تو اسطرحکی آزادی کہ جو تمنے قرار دی ہے بے موقع ہے اس سے پرہیز کرو دیکہو کہ ہمارے مذہب مین کیا کم آزادی ہے ہر طرحکا مزا موجود ہے اور پہر اطاعت خدا بہی ہے یہہ آزادی البتہ موافق عقل کے درست ہے اور ہو سکتی ہے مثلاً عورت کی خواہش ہو چار نکاح اور جس قدر چاہو متعہ کرو عطر لگاؤ زینت کرو کہانا عمدہ کہاو اس نظر سے کہ قوت نماز و روزہ ہو تو جائز کیا بلکہ ثواب ہو مختصر یہہ کہ سب طرحکے راحتین ہمارے مذہب مین خود موجود ہین بندے ہین مگر بطور ازاد ونکے ہین پس چاہئے کہ توبہ کرین جو لوگ کہ نیچیر ہو گئے ہین اور ہمارے مذہب کو اختیار کرین اب رہے ہمارے مذہب کی تکالیف تو وہ تکالیف کیا ہین پانچ وقت کی نماز اور سال بہر کے بعد ایک مہینہ کہ نکو نہ کوئی چیز کہاوے شام سے پچھلے رات تک جو دل چاہے وہ کہاوے یہی ہے روزہ جسکا نام ہے حج اور زکات اور خمس غیرہ بشروط واجب ہوتا ہے ہر شخص پر واجب نہین جب تک وہ شرطین نہ پائے جاوین حرام وہ چیزین کی ہین اکثر کہ جنکے کرنے مین ہمارا ضرر رہتا مثلاً شراب کہ جسکے پینے سے زوال عقل ہوتا ہے

پس جسکے عقل جاتی رہے تو پھر ہر طرحکے ضرر کا خیال ہے اوس شخص کے واسطے
کاٹنا بھی لگ جاتا ہے شراب کا اور مرجاتا ہے سوٴر کہانا حرام ہوا انگریزون نے
جو دریافت کیا ہے تو برابر کا کیڑا اسکے گوشت مین پیدا ہے اسطرح ناچ جب شب
بہر انسان جاگا اور ناچ دیکہا تو صبح کو طرح طرحکے ضرور ماندگی ہوگی اور اگر نہو تو
یہہ مہربانی ہے خدا کی مگر ہے یہہ فعل ہے ضرر کا ضرور دوسرے اگر کسی عورت
کا عشق ہوگیا تو مفت جان و ابرو دونو کا نقصان ہوا پہر کیا حاصل ناچ دیکہنے
سے ہوا اسیطرح اور عیب ہین خلاصہ یہہ ہے کہ جو اوسنے ہم لوگونکو حکم امر و اور
نہی کا فرمایا ہے اگر ہم اوسکو بجا لاوین تو سب مین بہتری ہمارے واسطے ہے خدا
کو کچہہ احتیاج نہین ہے پس افسوس کی بات ہے کہ تین روپیہ کی ملازمی کرکے
تو دنیا بہر کی خدمت گذاری کرتا ہے اف ان اور جو کہ اپنا پیدا کرنے والا ہے
اور سب طرحسے ہم پر مہربان بہی وہ اپنی خوشی سے کچہہ خدمت ہم پر واجب کرکے
کہ ان کامونکو کرو اور کچہہ کا حکم کرے کہ نہ کرو تو وہ ہمکو ناگوار ہو لعنت ہے ہم پر
علاوہ اسکے اور مہربانی سنو خدا کی کہ نماز سفر مین چار رکعتے کو دو رکعت پڑہو
اسواسطے کہ تکلیف سفر ہے تمکو یہان تک کہ نماز اشارے تک سے درست ہے
اگر عذر علالت ہو روزہ اگر ضرر کرے نہ رکہو خدا کے پناہ ہے اس محبت کا بہی
کچہہ ٹہکانا ہے جو بندونکے ساتہہ ہے خدا کو اور بندون کا یہہ حال ہے کہ مطلق
اوسکا خیال نہین بلکہ ہر فعل پر اوسکے معترض ہین کہ اوسنے یہہ کیون کیا اور
وہ کیون کیا سبحان اللہ کیا کہنا شرم تو نہین آتی تم لوگونکو مختصر یہہ کہ جب کہ ایسے
خالق مہربانکو نہ مانے تو لایق اسکے ہے کہ دایم الحبس کیا جاوے جہنم مین چنانچہ یہی
قانون سینہ ہے واسطے بے ایمان کے کہ بعد موت کے ہمیشہ کو جہنم مین قید رکہا
جاوے گا سوائے ہمیشہ کو سزا بہ فعل خلاف انصاف و عدالت تو نہ ہوگا اسواسطے

گناہ بیدینی تو جس شخص نے کیا ہے دنیا مین بہت تہوڑے زمانے تک وہ شخص
زندہ رہا ہے انتہا یہہ کہ سو برس تک پس موافق زمانہ گناہ کے زمانہ عذاب ہونا
چاہیی ہمیشہ کیا معنے جواب سبحان اللہ پہر آپنے خدا کے کامون مین دخل دیا اور
کیون کیا کرنے لگے آپ لوگونکو تمیز ہی اسکی یہہ بہی خدا کے شان ہی افسوس ہے
کہ رحم و کرم پر تو اوسکے نظر نہ کے غضب پر کرنے یہہ نہ خیال کیا کہ ایمان جو شخص
اختیار کرتا ہے اوسکا زمانہ بہی تو انتہا سو برس تک ہے تو پہر اوسکے واسطے
جو ہمیشہ کو بہشت مین رہنا مقرر کیا گیا ہے تو یہہ کیا بات ہے زمانہ پس تو ہمیشہ
ہے منت پہر کے کام مین تو خداوند کریم تمام گناہ بخش کر ہمیشہ کو داخل بہشت
کریگا ایمان دار کو شتا جو ایمان دار کہ رو دی مصیبت پر اوسکے دوست امام
حسین کے تو تمام گناہ کبیرہ و صغیرہ اوسکے بخش کر خداوند کریم ہمیشہ کو بہشت
اوسپر واجب کر دیتا ہے اسپر نظر نہ کی اب اگر اسکا کوی یہہ جواب دی کہ یہہ تو
صفت رحم و کرم ہے اوسکا کیونکہ اوسکا نام رحیم و کریم ہے تو پہر ہم یہہ جواب
دینگے کہ پہر وہ صفت جبر و قہر ہے اوسکا کیونکہ اوسے کا نام تو جبار اور قہار بہی ہے
اسیوجہ سے وہ بندہ کہ جو گناہ کفر و بیدینی کریگا ہمیشہ تو آتش جہنم مین جلایا جاویگا
اسمین کیا قباحت ہے اور خلاف انصاف و عدالت کب معاذ اللہ یہہ فعل
اوسکا ہو سکتا ہے دوسرے یہہ قاعدہ آخرت مین فرمایا ہے خدا نے
کہ جزا ہو تو ہمیشہ کو اور سزا ہو تو ہمیشہ کو پہر خلاف قاعدہ کیونکر ہو تیسرے
اعمال خیر و بد کا اندازہ خدا ہے خوب کر سکتا ہے جسکا کہ کام کیا ہے بندے
نے کہ یہہ فعل بندیکا اس لایق ہے اور یہہ فعل اس لایق نہین ہے ذکر ہم
لوگ ہم لوگونکو کیا تمیز ہے انگریزے تا لونکے مصلحت تو ہم لوگونکے سمجہ مین
نہین آتی تو پہر خدا کے مصلحتون کو کیونکر ہم لوگ سمجہ سکتے ہین ہان مگر اتنا سمجہ

آتا ہے کہ ہر گناہ و قصور برابر نہین ہو سکتا کوئی گناہ عظیم ہوتا ہے اور کوئی نقص
کم ہوتے ہے مثلاً کسی خطا پر فقط نیت ہی اور کسی خطا پر قید ہے مختلف زمانی
کے چھہ مہینے برس دو دس برس دائم الحبس یعنے زندگی بہر کو قید اگرچہ زمانہ
گناہ کسیقدر ہو مگر موافق زمانہ گناہ کے زمانہ تعزیر معین نہین کیا جاتا ہے اور
نہ بصورت گناہ صورت عذاب سوائی خون کے کہ عوض اوسکا البتہ خون ہے
معلوم ہوا اسی سے کہ یہہ کوئی طریقہ انصاف و عدالت نہین ہے ورنہ خدا ضرور
کرتا اور بعد اوسکے متابعت اوسکے کوئی بادشاہ بہی ضرور کرتا مگر کسی بادشاہ
ایمان دار نے بہی ایسا نہین کیا کہ زمانہ تعزیر موافق زمانہ گناہ کی ہو یا صورت
عذاب موافق صورت گناہ کے ہو زمانی سے کیا بحث ہے اور صورت کا
کیا ذکر ہے عدالت کو ہان موافق عدالت و انصاف کے یہہ ہو سکتا ہے کہ
بڑے گناہ کے بڑے سزا اور چھوٹے گناہ کے کم سزا پس گناہ کفر اور
بے ایمانی اس لایق گناہ ہے کہ ہمیشہ کو آتش جہنم مین وہ شخص جلایا جاوے
یہی عین عدالت اور انصاف ہے خلاف عدالت کیا ہے سوال آخرت مین
وہ قاعدہ انصاف عدالت کیون نہ مقرر ہوا کہ سب بندونکا ایک حال ہوتا
جسطرح دنیا مین مقرر ہے جواب دنیا مقام امتحان ہے پس موافق اوسکے
قاعدے اور قانون معین اور مقرر ہوے اور آخرت جاے انتقام و سزا ہے
وہان اوسکے موافق دستور العمل جاری ہے یہان اور وہان کا ایک حال
کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ یہان بہیجے گئے ہین ہم لوگ واسطے کام اور مشقت
اور مزدوری کرنیکے پس موافق اسکے سب کا حال ایک طرح رہے تاکہ کسیکو
یہہ عذر نہ ہو کہ ایمان دارونکو تو سب طرح سے راحت تہی دنیا مین اسوجہہ سے
اون لوگون نے کام تیرا کیا پس اگر ہم لوگونکو بہی راحت ہوتے تو بہتر ہم

لوگ بھی ایمان تیرا اختیار کرتے اور موافق تیرے حکم کے اطاعت تیری کرتے اس سبب سے
کسیطرحکی فضیلت دنیا مین ایمان دارونکو نہین دی گئی اور سب کا حال ایک
طرحکا کیا گیا اور آخرت مین بلائے جاوینگے ہم سب واسطے مزدوری دینی کے
پس جس شخص نے جسطرحکا کام کیا ہے اوس طرحکی مزدوری اوسکو دی جاویگی
اور اگر کام سے خدا کے انکار کیا ہے تو پھر سزا اوسکو دی جاویگی وہان کیونکر
سے سب کا حال ایک طرحکا ہو سکتا ہے اگر وہان سبکو برابر دیا جاوے تو وہ
خلاف انصاف وعدالت ہو جاوے پس دنیا مین سب بندگان خدا کا
برابر رکہنا نسبت عوارض وغیرہ کے جو سابق مین ذکر ہوا انصاف وعدالت
خدا ہے اور آخرت مین سبکو برابر نہ رکہنا انصاف وعدالت خدا ہے سبحان
اللہ ظاہر مین تو توحید اور عدل کا بیان ہوا مگر ثبوت پیمبری اور امامت اور
قیامت اور معجزہ وغیرہ کا سب کا ہو گیا ئی عنوان سے اصول دین کا بیان ہوا
کیا عجب ہے کہ محمد سخا تیرے واسطے مومنین دعا سے خیر کرین کہ تونے اچھی
اچھی سوال کرکے نازک نازک باتونکے مختصر رد کرکے شبہات رفع کئے گیارہ
بارہ شعر کے جو شخص غزل کہتا ہے اور خواہ مخواہ کے سر پیر اور مضمون گڑھتا ہے
گل وبلبل کو جمع کر دیتا ہے کہ جو سیکڑون شاعر کہہ گئے اوسپر تو وہ شخص فخر
کرتا ہے اور تیرے یہان تو کل مضمون عقلی معلوم ہوتا ہے کسیلئے نقل نہین ہے
اور اگر کوئی حدیث یا حکایت وغیرہ ہے تو وہ تونے اپنے قول پر دلیل کی ہی
تاکہ عقل موافق نقل ہو جاوے زاید محبت ہو اور اس رسالی پر کیا موقوف
ہے دو رسالی جو تونے قبل اسکے لکہی ہین جن مین ایک کا نام حسن اعتقاد
دوسرے کا نام اثبات حق ہے پس منصف مزاج ملاحظہ فرماوین کہ کون
کون مطالب مشکل کو حل کیا ہے بعض مقام پر خود سوال کرکے اثبات حق کیا ہے

یہہ فقط افضال الہی ہے تو کس قابل ہے ہرگز فخر و مباحات نہ کرنا سجدۂ شکر بجالا
اور کچھہ فروعات مین بھی بنائی عنوان بیان سے مختصر طور سے لکھہ بیان فروع واضح
ہو کہ حسب بیانکے اصول درست ہین اوسے کے فروع بھی درست ہین سوال جبکہ
ہر شخص محتاج ہے معرفت خدا حاصل کرنے مین پیمبر کا تو پھر پیمبرون نے کیونکر
بغیر پیمبر کے فقط اپنے عقل سے خدا کو پہچانا جواب چونکہ اون حضرات سے
خدمت پیمبری لینا منظور تہے خدا کو اسوجہہ سے اونکو عقل بہت دی گئی تھی ہم
لوگونکو اوس قدر عقل نہین اسیپر بہی وہ حضرات احکام خدا سے واقف
نہ ہوسکتے تہے کہ کس فعل مین رضا اوسکے ہے اور کس فعل مین ناراضی اوسکی
ہے جبتک کہ وحی نہ آتی تہی جانب خدا سے پس وہ حضرات بہی محتاج ہوتے
تہے خدا کے بتانے کے اور حضرت جبرئیل فرشتے کے لہذا جبکہ ایسے عقل
مند لوگ محتاج ہوتے تہے طرف غیر کے تو پہر ہم لوگ کیونکر سے خدا کو اور حکم
خدا کو بغیر بتائی کسی واقف کار کے محض اپنے عقل سے جان سکتے ہین دوسرے
فقط حضرت آدم پیمبر نے تو ہو سکتا ہے کہ بغیر پیمبر کے خدا کو پہچانا ہو کیونکہ قبل
اونکے اور کوئی پیمبر ظاہر نہ ہوا تہا دنیا مین مگر بعد حضرت آدم کے تو پہر جو پیمبر
ہوا اوسنے موافق تعلیم پیمبر سابق کے اپنے خدا کو پہچانا ہمارا مطلب ہو گیا پس
جس مذہب کے لوگون نے خدا کے مقرر کیئے ہوئے اوپیونکو اپنا سردار
اور بادشاہ سمجہا اور موافق اون حضرات کے بتانے کے حکم خدا کو سمجہا وہی
لوگ خدا کو بہی خوب پہچانتے ہین اور اوسکے حکم پر بہی ٹہیک طور پر چلتے ہین
نہ یہہ کہ وہ لوگ کہ جو اپنی دل سے خدا اور حکم خدا ٹہرا لیتے ہین یا اوس شخص کے
طرف رجوع کرتے ہین کہ جو جانب خدا سے تعلیم کرنے کو ہم لوگون کو نہین آیا ہے
ظاہر ہے کہ وہ شخص کہا جانے حکم خدا کہ کسطرح پر ہے یہہ بیان قبل ہمنے اسواسطے

تحریر کیا کہ اکثر بے ایمان فروع کو ہم لوگونکے برا کہتے ہین اصول مین تو الحمد للہ
دخل نہین دینے جانتے ہین کہ اصول مین تو خدا کے فضل سے کوئی عیب نہین مگر
اب کیا ہے کہ حوض کو شیعہ لوگ پاک سمجھتے ہین یا پانچ وقت کے نماز تین وقت مین
ادا کرتے ہین اسیطرح متعہ وغیرہ مین عیب نکالتے ہین تو یہہ سمجھنا اون لوگونکو
ہم لوگ اسطرح سمجھتے ہین کہ کفار لوگ بھی تو مسلمانون مین اکثر عیب نکالتے ہین تو کیا
وہ عیب واقعی ہوتے ہین ہرگز نہین مثلاً ہندوٗنکا قول ہے کہ روز نہا کر مسلمان
کہانا نہین کہاتے دریا مین نہین نہاتے اور زمین لیپ کر روسوئی بنا کر روٹی نہین
کہاتے بڑے نجس ہین تو پہر کیا اب ہم اون لوگونکی کہنے سے نجس ہو گئے استغفر اللہ کبہی نہین
ہم کو کیا غم رہے ہم لوگ تو اصول سے بحث رکہتے ہین تا جس مذہب والی کا دل چاہے
مقابلہ تحریرًا خواہ تقریرًا کر لیے اگر قایل کر دے تو پہر ہم اوسکا مذہب اختیار کرین
اور جو حکم خدا کا اوسکے مذہب مین ہو اوسپر ہم عمل کرین اور اگر ہم اوسکو قائل کر دین
تو پہر انصاف یہہ چاہتا ہے کہ وہ ہمارا طریق اختیار کرے پہر جو حکم خدا کے
ہمارے مذہب مین ہو اوسپر وہ عمل کرے ورنہ ان باتونسے کچہہ حاصل نہین
پیٹ پیچہے بادشاہ کو برا کہتے ہین تو اسسے کیا ہوتا ہے بہر حال یہہ جواب تو بہی
کافی ہے کہ ہمارے سب فروع درست ہین اور موافق حکم خدا کے ہین
کیونکہ اصول ہمارے فضل خدا سے درست ہین مگر پہر بہی دل چاہتا ہے
ہمارا کہ کسی فروع کے نسبت جواب خواص ہو جواب واضح ہو کہ ہم لوگ
جو نماز پنجگانہ ادا کرتے ہین تو پانچ وقت مین تین وقت جو سمجہتا ہے وہ
نا سمجہہ ہے اسواسطے کہ آسمان کو شب کے نزدیک کسی وقت قیام نہین ہے
ہر وقت چلے جاتا ہے اسی چکر کو آسمان کے زمانہ کہتے ہین پس جب ہم لفظ
تم کہین تو سمجہنا چاہی کہ تی جب زبان سے جاری ہوے اوسکا وقت اور

زمانہ گذر گیا اور جب بسم زبان سے جاری ہوا اوسکا وقت اور زمانہ دوسرا ہوا پس جبکہ اسقدر مین دو زبانی اور دو وقت ہوجاتے ہین تو پھر کیونکر صادق آیا کہ ہم لوگ ایک وقت مین دو نمازین ادا کرتے ہین کہ یہہ محال ہے اور کیونکر صادق آویگا کہ جب ہم نماز ظہر پڑھین تو وہی نماز نماز عصر ہے قرار دے جاوے ظاہر ہے یہہ بات کہ ہرگز اسطرح نہین ہوسکتا بلکہ جس نماز کے نیت کرکے نماز شروع کی ہے پس جب تک کہ وہ نماز تمام ہو وہ وقت اور زمانہ اوس نماز کا ہے بعد اسکے جب نماز دوسری نیت کرکے دوسرے شروع کرینگی وہ وقت اور زمانہ اوسکا ہوگا پس اسطرحپر دو وقت ہوگئے لہذا اسیطور پر پانچ وقتونمین پانچ نمازین ہوئین کہ جسطرح خدا نے واجب کین اب یہہ سمجھنا اس مقام پر ضروری ہے کہ ہم لوگ ایک نماز کے بعد دوسری نمازمین فاصلہ البتہ بہت کم کرتے ہین تو اسکے وجہ یہہ ہوتی ہے کہ بعد ہر نماز کے نوافل اور دعامین اور تسبیحات کہ جنکو مستحبات اور وظایف نماز کہتے ہین وہ البتہ ہم لوگ بہت کم کرتے ہین اور حضرات پیغمبر و امام اونکے وظایف کا کیا ذکر ہے وہ لوگ تو بہت خاص عبادت خدا کی واسطے اور عبادت خدا ہی خاص اون حضرات کے واسطے اسی وجہ سے وہ حضرات ایک نماز بعد ایک نماز کے عرصہ دراز کے بعد پڑھتے تھے کیونکہ مشغول وظائف اور مستحبات مین رہتے تھے اور مسجد سے اس خیال سے باہر تشریف لی آتے تھے اور لوگونکو رخصت کردیتے تھے تاکہ اون لوگونکو بار نہ ہو اور ہی تازہ مسلمان ہین کہین پھر کافر نہوجاوین یہہ خیال کرکے کہ اس دین مین مشقت بہت ہے یہہ فقط مہربانی تھی خدا اور رسول اور ائمہ معصومین کے بعد اسکے جب دوسرے نماز کو وہ حضرات قصد کرتے تھے ادا کرنے کا اور

حکم موذن کو اذان دینی کا فرماتے تھے اوسوقت پھر نمازی لوگ آواز اذان
سنکر حاضر ہوتے تھے اور نماز بہ جماعت ساتھ اون حضرات کے ادا کرتے
تھے یہہ حال دیکھ کر بیوقوف لوگ سمجھے کہ شاید اب وقت دوسرے نماز
کا آیا حالانکہ ایسا نہ تھا بلکہ اوقات نماز اس طور پر معین کی گئی ہین کہ صبح صادق
سے طلوع آفتاب تک وقت نماز صبح کا رہتا ہے جسوقت چاہئے ادا کرے
اور بعد زوال آفتاب کے وقت نماز ظہرین کا شروع ہوتا ہے غروب آفتاب
تک باقی رہتا ہے اختیار ہے بندیکو جسوقت چاہے اندر اسے زمانہ کے ادا کرے
اسیطرح بعد غروب آفتاب کے نصف شب تک وقت نماز مغربین کا مقرر ہے
جسوقت چاہے ادا کرے اور یہہ بھی اختیار دیا گیا ہے ہر شخص کو کہ ایک
نماز بعد ایک نماز کے دیر کر کے پڑہے چاہے فوراً پڑہے بعد تمام ہونے نماز
اول کے مگر ترتیب نماز مین اختیار نہین دیا گیا ہے بندیکو یعنے اسطرح جائز نہین
ہے کہ کوئی شخص نماز عصر قبل پڑہے بعد اوسکے نماز ظہر بلکہ نماز ظہر قبل پڑہنا
واجب ہے بعد اوسکے نماز عصر اسیطرح قبل نماز مغرب بعد نماز عشا اوقات
فضیلت مین نماز کا ادا کرنا زائد ثواب رکھتا ہے پس ہمارے نزدیک
تو یہہ بات ہے کہ اگر وظائف نماز نہ پڑہے تو پھر خواہ مخواہ دیر کرنے سے
کچھ حاصل نہین کہ عوض وظائف کے گناہ خدا مین مبتلا ہو اور عوض تسبیحات
کے سیکڑون گالیان نخش کے اور ہزارون لغویات زبان سے اور ہاتھ
پھیر و لنسے کرے وضو بھی اپنا زبردستی ریاح نکالکر توڑ ڈالی یہہ اپنے سنیون
ہی سی خوب ہو سکتا ہی ہم لوگونکی نزدیک تو اسطرح کے دیر کرنے سے جلدی
لاکھ درجے بہتر ہے ہاتھ باندھ کر نماز پڑہنیکے بارمین ایک جواب جاہل خوب
سے وہ یہہ ہے کہ گھہ کار جتنی ہوتے ہین تسکین باندھکر حکم سرکار ہوتا ہے

کہ سامنے آتو اور جو لوگ کہ بے خطا ہوتے ہین اور دوست ہوتے ہین وہ حسب ت
جسطرح چاہین سامنے سرکار کے حاضر ہون اجازت سرکار ہوتی ہے پس چونکہ
اہل سنت خطادار اصول دین اسواسطے وہ سامنے خدا کے ہاتہہ باندہ کر نماز
ادا کرتے ہین اور ہم لوگ خطادار اصول نہین اسوجہ سے دوست خدا قرار
پاکر ہاتہہ کہولکر ہمکو حاضر ہونے کا حکم ہے اور وقت کے بہی کوئی پابندی نہین
کی گئی ہے جسوقت چاہو نماز ادا کرو ادا ہی ہر اوقت نماز کا مقرر کیا گیا ہی جیسا
کہ ذکر ہوا پس کیا خوب جواب دیا اسیطرح اور حکایتین ہین جن کا ذکر کرنا اس
مقام پر مناسب ہے تاکہ معلوم ہو کہ حق دین اسکا نام ہے کہ جا بجا انکو اسطرحکے
جواب سوجہہ جاتے ہین تو ہمارے عالمونکا کیا ذکر ہے حکایت راستی ہین
ایک شخص شیعہ کے تسبیح توٹ گئی پکہ دانی اوسکے موہرے مین چلے گئے یہہ واقع
دیکہکر ایک سنی نے کہا کہ واہ واہ کیا خوب خاک پاک ہے اسمین تو شک
تم لوگ خون امام کہتے ہو پہر وہ موہرے مین چلے گئے کیا غضب کی بات ہے جواب
دیا شیعہ نے کہ اوس زمین کربلا پر خون کفارونکا بہی تو بہت گرا تہا پس جن
دانونمین کہ خون سنیونکا تہا وہ دانے گر کر موہرمین چلے گئے اور جن دانونمین
خون پاک تہا وہ پاک مقام پر رہ گئی یہہ سبب ہوا بہائی تم اس بات سے کیون
خوش ہو گئے اور یہہ کیا واہیات اعتراض تمنے کیا یہہ سنکر سنی خاموش
ہو گیا حکایت دوسرے ایک درزی شیعہ بیچارہ ان لوگونمین کپڑے
سینے کے واسطے جا پہنسا اور اپنے کام مین مشغول ہوا اوسوقت سنیونکو
حرم زدگی سوجہی اوس بیچارے درزی سے کہنے لگے کہ دیکہو میان خلیفہ یہہ
پانچ اونگلیان جو خدا نے پیدا کین ہین مطلب اسمے یہہ ہے کہ انگوٹہا تو
بجائے رسول اور اسکے پاس کے اونگلی ابوبکر بیچ کے اونگلی عمر اوسکے پاس

سے کے اونگلی عثمان چہوٹ گئیا جو سب سے چہوٹی ہے علی ہین یہہ سنکر درزی نے
جواب دیا کہ یہہ باتین تم ایسے عالمون سمجہے ہم کیا جانین ہان مگر موافق اپنے کام
کے ہم سمجہ سکتے ہین وہ یہہ ہے کہ جب ہم بالشت سے کوی چیز کپڑا وغیرہ ناپتے
ہین تو پہر رسول کے جگہہ انگوٹہا علی کا مقام ہوتا ہے اور تینون اونگلیان کہ جنکو تم
ابوبکر عمر عثمان کہتے ہو کوئی انگوٹہی کے مقام پر نہین آئی سب علاحدہ رہتی ہین
جانشینی رسول انسے بہی ثابت ہی یہہ سنکر وہ لوگ نہایت شرمندہ ہوے
درزی بیچارہ پہر اپنے کام مین مشغول ہوا حکایت تیسرے ایک سنی مذہب
نے ایک شیعہ سے کہا کہ سنو ہمارے یہان حدیث ہے کہ جب عمر مرے تو اونکو
روضۂ رسول خدا کی اندر دفن کیا جناب امیر علی ابن ابی طالب بہی شریک
دفن تہے ایک بار حضرت علی ہنسنے لگے ہم لوگون نے وجہ ہنسنے کی دریافت
کی فرمایا حضرت نے کہ مجکو اسوقت طاقت عمر پر تعجب ہوا وہ یہہ ہے کہ زمین
جب فشار کرنے دہنی طرف سے چلے تو ایک کہنی عمر نے ماری کہ وہ زمین ستر گز
پیچہے ہٹ گئی اسیطرح بائین طرف اور سرہانے اور پائینتے کہ جس
طرف سے اوسنے دبانے کا قصد کیا عمر نے زمین کو مارا کہ وہ ستر گز ہٹ ہٹ
گئے یہہ سنکر شیعہ بہائی نے جواب دیا کہ ہمکو یہہ حدیث سنکر اسوقت بہت صدمہ
ہوا اسواسطے کہ رسول خدا کو عمر نے قبر مین بہی چین سے نہ سونے دیا کیونکہ چارون
طرف کی زمین کو ستر ستر گز اونہون نے دکہیل دیا بس جسم اطہر رسول خدا
جسطرف ہوگا وہ بہی ڈہکلتا ہوا خدا معلوم کسطرف چلا گیا یہہ سنکر وہ سنی لوگ
اسقدر گہبرائی کہ اپنے عالمون کو گالیان دینے لگے اور کہنے لگے کہ کس قدر جہوٹی
حدیث بنائی ہے ان بیعقلونکو یہہ نہ دکہائی دیا کہ اسمین کیا غضب ہوا جاتا
ہے جواب سخیف جس بات کا اہل سنتونکو فخر ہے وہ بہی تو اس حدیث مذکورسے جاتا

رہتا ہے یعنے رسول خدا کے پاس دفن ہونا ابو بکر اور عمر کا وہ بھی تو باقی نہیں
رہا اسواسطے کہ عمر نے تو حضرت کو اپنے پاس سے ہٹا دیا پس آپ تو بہشت
مین تشریف لے گئے وہی دونو ابو بکر اور عمر اوس مقام پر رہگئے اب کیا فخر کی
بات رہی اور جناب امیر بلاشک ہنستے ہونگے جسوقت کہ عذاب خدا اونپر
ہونے لگا ہوگا اور کچھہ جواب منکر نکیر کو امامت کا ندے سکا ہوگا ایک تو حضرت
کا دل بسبب اوسکے فرزند کے خوش تھا اور بہی خوش ہوا ہوگا الحمد اللہ خداوند
کریم یہہ خوشی آپکو مبارک کرے بیان دعا واضح ہو کہ مانگنا دعا کا اور طلب حاجت
کرنا خدا سے داخل عبادت ہے اسکا بہی ثواب ہے سبحان اللہ کیا مہربانی
ہے خدا کی کہ ہمارا ہر طرح مطلب ہے یعنے اگر دعا قبول ہوے تو مطلب
دینوے اور اوخرے دونو برائی اور اگر نہ قبول ہوے حاجت دنیا سے
کسی مصلحت سے تو ثواب آخرت باقی رہا وہ تو کہین نہین گیا پھر کیا ہمارا
نقصان ہوا سواے فائدہ ہی کے پس واجب ہے کہ ہر شخص دعا کرنے سے
غافل نہ ہو سوال بہت دعائین اور تعویذ واسطے بر آنی حاجتون کے مقرر ہین
لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان اوس دعا اور تعویذ کو کرتا ہے مگر مطلب اوسکا
حاصل نہین ہوتا ہے یہہ کیا سبب خلاف پیغمبر اور امام کے ارشاد کے نہونا
چاہیئے جواب جو دعا اور تعویذ حضرات نے ارشاد کیا ہے اوسمین یہہ نہین
فرمایا ہے کہ خدا معاذ اللہ تمہارا تابعدار ہو جاے گا جو کچھہ کہ تم عرض کروگے
فورًا اوس کام کو وہ کریگا ضرور جیسا کہ اکثر عملیات مین جن وغیرہ تابع ہو جاتے
ہین خدا کے واسطے یہہ بات ممکن نہین خداوند کریم ہر حال مین مختار ہے پس
دعا اور تعویذ اور واسطہ حضرات کا درگاہ خدا مین یہہ تو اپنی سعی کی گئی ہے مین
بلاتشبیہ اسطرح سمجھنا چاہیے کہ فلان نالش مین ان قاعدہ کے ساتھہ سرکار مین

اعمال و یا جاوے [illegible] قلیل ہو اوسکا اختتام یا ثلث یا قدر قیمت کا لایا
جاوے تب لایق داخل ہونے سرکا بیکے ہو اب وہ اوس وقت مطلب بجالا
اور اسپر مالک کو اختیار ہے چاہئی موافق ہمارے مطلب کے حکم کرے چاہی نکرے
پس اسیطرح دعا اور تعویذ ہے اور واسطے حضرات کا ہے کہ ان قاعدوں سے طلب
حاجت کرے مگر خدا چاہے گا تو حاجت بر آوے گی اور اگر نہ چاہیگا
نہ بر آویگی اسیوجہ سے اکثر بعد دعا کے حضرات نے یہ کلمہ ارشاد کیا
ہے کہ انسان اس عمل کو کرے اگر خدا چاہیگا تو مطلب اوسکا
ہو جاویگا اسے ارشاد سے پیمبر اور امام کے ظاہر ہو گیا
کہ اگر وہ نہ چاہے گا تو ہرگز نہ حاجت بر آوے گی اسمین خلاف کلام
پیمبر اور امام کیسے ہوا جواب دوسرا انسان حاجت مند دنیا اور آخرت دونو
کا ہے پس مثلا حضرت نے فرمایا کہ اس دعا کو جو پڑہے تو حاجت اوسکی بر آویگی
لہذا اگر حاجت دنیا نہ بر آئی تو حاجت آخرت اوسکی بر آویگی اسمین خلاف ارشاد
کیسے ہوا جواب تیسرا اسپر دعا اور تعویذ اور عمل خیر کے واسطے رجوع قلب کرنا
ساتھہ اعتقاد درست کے ضرور ہے جب وہ قبول ہوگا اور حاجت بندے کی بر
آویگی اور اوس دعا کی تاثیر ظاہر ہوگی ورنہ جسطرح بیکار طور پر بندہ طلب کریگا
اوسیطرح بیکار سمجھہ کر رد کیا جاویگا یعنے جو شخص کہ قول پیمبر اور امام کو یقینا حق
سمجھہ کر اور خدا کو قادر اور توانا یقینا سمجھہ کر دل سے خالص ہو کر طالب خدا
ہو کر ریگا پہر ضرور دعا اوسکی خدا قبول کریگا اور جو شخص کہ سیکڑون خفقان اور
ہزارون شبہات شیطانی کے ساتھہ بیدلی سے یہ سمجھہ کر کہ خدا معلوم ہو نہ ہو
دعا یا تعویذ وغیرہ کریگا پہر کیونکر وہ عمل اوسکا قبول ہوگا ظاہر ہے کہ ہرگز لایق
قبول کے نہیں اسمین پیمبر اور امام کا فرمانا کیسے خلاف ہوا اسیواسطے عمل ایسے دعا کرنے

دائی کا اختلاف ہوا جیسا کی دو حکایتین شنیدہ اس مقام پر نقل کی جاتی ہین
واسطے ظاہر ہونے مطلب کے حکایت اول ایک شخص نابینا واسطے دعا کے
روضہ امام رضا شاہ خراسان مین حاضر ہوا باہر کے دروازے پر قیام کیا اور
آنکہین اپنے حضرت سے طلب کرنے لگا تین دن ہوگئے مگر دعا قبول
نہوئی اتفاق سے بادشاہ ایران بہی اونہین روزون مین زیارتکو حاضر ہوئے
اور دریافت حال اوس اندہی کا کیا معلوم ہوا بادشاہ کو کہ تین روز ہوگئے
ہین مگر ابہی تک دعا قبول نہین ہوئے ہے یہہ سنکر بادشاہ کو اوس
اندہی پر بہت غصہ آیا اور کہا کہ خیر بہتر ہے اب تو مین زیارتکو اندر
روضہ کے جاتا ہون وہان سے جب باہر آؤن گا تو دیکہون گا اگر اس
اندہی کے آنکہون مین روشنی ہوگئی تو خیر ورنہ اسکو قتل کردون گا یہہ کہکر
بادشاہ تو اندر چلے گئے اندہا بیچارہ بہت گہبرایا کیونکہ جان سب سے
زیادہ پیارے ہوتی ہے اب جو تڑپ کر دعا کی کہ یا حضرت آنکہین تو
آنکہین اب تو جان بہی جاتی ہے جلدی میری خبر لیجیے بس ہنوز دعا تمام
نہ ہوئی تہی کہ آنکہین اوس اندہی کے ہوگئین دیکہا اپنے رجوع قلب کا
اثر بادشاہ جب باہر آئے تو امتحان کیا اوس اندہی کا تو دیکہا ہر ایک جلی
اور خفی چیز وہ اندہا دیکہہ لیتا ہے شکنہد کیا اور کہا کہ تو ہمارے امام کو
بدنام کرتا تہا بیدلی سے دعا کرکے حکایت دوسرے ایک مولوی صاحب
بہت سے لڑکے ایک مقام پر پڑہایا کرتے تہے سب لڑکے تو سویرے
آتے تہے مگر ایک لڑکے کو دن چڑہے جایا کرتا تہا کئے مرتبہ مولوی صاحب
خفا بہی ہوئے مگر پہر بہی وہ دن چڑہا کر آیا کیا ایک روز جب مولوی صاحب
بہت خفا ہوئے تو اوس لڑکے نے عرض کی کہ مولوی صاحب میرا مکان دریا کے

دریا پار رہتا ہوں اوسپر اور یہہ مشکل ہوتے ہے کہ پل پر سے چکر کہا کر آنا پڑتا
اور راستہ بڑہ جاتا ہے مولویصاحب خدا کے فضل سے صاحب مذاق بہی تہے
ہنس کر اوسی کہنے لگے کہ تو تو لڑکے ہے بیوقوف ایّ تو سورۂ قل ہو الله پڑہکر
سیدہا دریامین سے ہوکر چلا آیا کر بہ برکت کلام خدا پانی جم جائے گا تو ڈوبیگا
نہین یہہ سنکر لڑکے نے کہا بہت خوب وہ بات آگئے گذری مولوی صاحب
بہول ہی گئے ایک روز بعد دس بارہ دنکے اوس لڑکے سے مولویصاحب
کہنے لگے کہ کیون بچا تمہارے حرم زدگی تہی نا اب آخر کیونکر سب لڑکو ںسے
پہلے جم آجاتے ہو اوس لڑکے نے کہا کیا خوب آپ بہول گئے آپ ہی نے
تو ارشاد کیا تہا کہ تو سورۂ قل ہو الله پڑہکر سیدہا چلا آیا کر پس چونکہ مین اوسی
طور پر آتا ہون اسوجہہ سے جلدی پہنچتا ہون یہہ سنکر مولویصاحب
کے تو ہوش اوڑ گئے اور کہنے لگے کہ ہمکو جب یقین اویگا کہ جب ہم اپنے
آنکہہ سے دیکہین گے اوس لڑکے نے کہا کہ بہتر بعد فراغ سبق آج ہی
آپ میرے ساتہہ چلین اور دیکہین کہ مین اپنے گہر اوسی دریا سے چلا جاؤنگا
یہہ سنکر مولویصاحب نے جلدی سبق پڑہا کر فراغت کی اور اوس لڑکے
کے ہمراہ ہوئے یہان تک کہ دریا پاس بہت چاہ سے پہونچے اوسوقت
وہ لڑکا سامنے مولوی صاحب کے سورۂ قل ہو الله پڑہکر دریامین بسم الله
کہکر داخل ہوا پس پانی دریا کا مثل زمین کے ہوگیا وہ لڑکا کہٹ پٹ کرتا
چلا نصف دریامین پہونچا تو پہر کر مولویصاحب کو آواز دی اور کہا کہ آپ بہی
تشریف لاوین بیشے آج آپ کی دعوت بہی کی ہے یہہ سنکر شرمی شرما
مولوی جی نے بہی ڈرتے ڈرتے بہت قرات کے ساتہہ سورۂ قل ہو الله
پڑہنا اور بسم الله کہکی پاؤن اپنا دریا مین ڈالا جو مین پاؤن دریا کے اندر

گیان مولویصاحب کی ٹانگیں اوپر سر نیچے ہوگیا غوطے کہانے لگے پہر اوسی لڑکے نے دوڑکر نکالا اور کہا کہ مولویصاحب یہہ کیا باعث ہے مولویصاحب خاموش رہ گئے اور کچھہ جواب نہ دے سکے جواب کیا دیتے ذلیل ہوئے اور سمجھی کی مجکو وہ اعتقاد ساتھہ خدا کے نہیں ہے جو لڑکے کو حاصل ہے پس معلوم کیا حضرات مومنین نے کہ فاضل اور عالم اور جاہل کسی پر موقوف نہیں ہے دعا کا قبول ہونا بلکہ اعتقاد پر موقوف ہے یعنے جو شخص باعتقاد درست دل سے طلب حاجت کریگا اور کچھہ خفقان اور شبہہ نکریگا خدا کے قدرت مین اور رسول امام کے فرمودہ مین تو پہر وہ حاجت ضرور برآویگی اسواسطے کہ اعتقاد کا درست ہونا قوت ایمان ہے اور ایمان خدا کو پسند ہے ای عقل جو کچھہ کے تین جواب تو نے متعلق دعا کی ظاہرہ بہت درست ہین مگر مطلب بعض لوگونکا اور ہے وہ یہہ کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص کسی کام کے واسطے کسی شخص کو مقرر کرے اور مزدوری اوسکی دینی کہے پس وہ کام جب اوسکا ہو جاوے خواہ دل سے خواہ بیدلی سے اسے کچھہ غرض نہین مزدوری اوسکی ملنا چاہیے جواب جسطرحکا سوال اوسی طرحکا جواب مطلب باقی رہے عنوان تحریر مین فرق ہو اس طور پر سمجھنا چاہئی کہ تمہارا سوال تمہارا ایچ ہے مگر بہائی جیسا کام ویسی مزدوری اگر کام دل سے کروگے اچھا ہوگا مزدوری اوسکی موافق اوسکے معقول دیجاویگی اور اگر کام بیدلی سے کروگے ضرور خراب ہوگا مثلاً کوئی شخص پہرا دینے کے واسطے مقرر ہو پس اگر دل سے نوکری بجا لاویگا خیر خواہی سے تو بہت ہشیار رہیگا اور اگر بیدلی سے اور جبر سے کریگا تو ہر ہر طرحکے غفلت کریگا اونگہہ بہی جاویگا سو بہی جاویگا یہان تک کہ مال سرکاری چوری جاوے گا پس

اوس حالت مین تو وہ لایق سزا ہوگا مزدوری کیسی انتہا سے مہربانی ہے اوس
سرکار کی کہ جو قصور اوسکا معاف کرکے کچھہ نہ کچھہ مزدوری بھی دیدے پس اسطور پر
سمجھے مثلاً دعاے کشادگی رزق کو ئے شخص پڑہے مگر خلاف قاعدہ رجوع قلب
سے نہین تو پھر اثر اوس دعا کا بہت کم ظاہر ہوگا یعنے ہم کہہ سکتے ہین کہ بعد دعا کے
جو رزق اوسکو ملا وہ دعاے کی برکت سے ورنہ اوسسے بھی کم رزق ملتا اوسکو
یا صحت کے واسطے دعا تعویذ کیا ہے مگر ساتہہ اعتقاد ضعیف کے بیدلی سے
تو پھر اسکا اثر بھی ظاہر ہوگا بہت کم اسطور پر کہ بعد دعا کے جو سکون مرض ہوجاوے
تو وہی صحت سے اور اثر اوس دعا کا ہے کیونکہ خدا اور رسول و امام کا فرمودہ
غلط نہین ہو سکتا مگر چونکہ انسان خود عیب دار ہے کام بُرا کرتا ہے اسلئے
اثر پورا ظاہر نہین ہوتا ہے خلاصہ یہہ کہ جو کام کہ انسان کریگا دل سے
درست طور سے فائدہ اوسکا اور اثر اوسکا بہت اور اچھا ظاہر ہوگا فی الحال
خواہ جب مرضی خدا کی ہو اور جو کام کہ دل سے نہ کریگا اوسکا کچھہ فائدہ ظاہر
نہ ہوگا اور اگر ظاہر بھی ہوگا تو بہت کم مثلاً زہر ہے کہ کس قدر تاثیر اسمین خدا
نے دی ہے مگر پھر بھی اثر اوسکا برابر ہر شخص پر ظاہر نہین ہوتا ہے کوئی شخص
تو کھا کر مرجاتا ہے اور کوئی بچ جاتا ہے ظاہرا اکثر مقام پر تو یہی سبب ہوتا ہے
جو کہ ذکر ہوا یعنے جو شخص کہ ڈرتے ڈرتے بیدلی سے تہوڑا سا زہر کہاتا ہے
تہوڑا اثر ظاہر ہوتا ہے اور جو شخص کہ آمادگی سے دل سے کوشش کرتا ہے
کہ نہین جسطرح ہو دم نکل جاوے پس موافق اوسکے اثر زائد ظاہر ہوتا ہے
پس اسیطرح سمجھنا چاہئے کہ جن دعاؤن مین خدا نے اثر دیا ہے اگر انسان
رجوع قلب سے کریگا تو ویسا اثر ہوگا ورنہ کم اثر ظاہر ہوگا اسمین خدا و رسول
اور امام کے فرمانے مین کب معاذ اللہ نقص ہوا جو کچھہ کی اون حضرات نے

فرمایا سب برحق ہے بیان حال تعزیہ اور ضریح واضح ہو کہ تعزیہ اور ضریح اور امام باڑہ اور کربلا یہہ سب فرضی مکان اور مقام ہین امام حسین علیہ السلام کے لائق تعظیم ہین دو دلیلون سے ایک تو یہہ کہ متابعت فعل خدا کی ہے اسی امر مین کہ فرضی مکان قرار ہو سکتا ہے اور جبکہ وہ مکان نامزد ہو کے کسی بزرگ کے تو بہتر تعظیم بھی اوسکے واجب ہے دوسرے موافق حکم خدا کی ہے کیونکہ حدیث موجود ہے جو کتب اہل سنت مین ہے کہ فرضی مکان انسان قرار دے سکتا ہے سوال جو کام کہ خدا کرے وہ کام بندیکو کب کرنا مناسب ہے جواب نظر مقابلہ اور برابری سے فعل خدا کو اختیار نہ کرے اور اگر نظر اطاعت اور بندگی اور یہہ سمجھ کر کہ جو کام کہ خدا کریگا یقینا سب طرح سے بے عیب ہوگا پس ہم بھی اوس کام کو اختیار کرین کیا قباحت ہے دوسرے اوس فعل خدا کی نقل نہ کرنا چاہے کہ جسکی ممانعت ہو خدا کے تیسرے وہ فعل نکرنا چاہی کہ جو خدا ہی سے ہو سکتا ہے بندے سے ممکن نہین پس جو فعل خدا کہ علاوہ اسکی ہو اور بندے سے ہو سکے اوس فعل کے اوسکے متابعت کرین تو کیا قباحت ہی نہایت خوب ہے جیسا کہ راہ خدا دینا اور ظلم نہ کرنا بلکہ رحم کرنا بندگان خدا پر اور انصاف و عدالت کرنا اسیطرح اور بہت باتوں مین متابعت فعل خدا کے ہوتی ہے کہ جسکی وجہ سے لائق ثواب ہوتا ہے نہ گناہ کیسا اب سمجھنا چاہیئے کہ خدا کا یہہ فعل بھی سب پر ظاہر ہے کہ اوسنے خانہ کعبہ کو فرضی مکان اپنا قرار دیا یہانتک کہ حکم اپنے بندونکو سجدہ کرنیکا اوسی جانب کو دیا پس ہم لوگون نے جو تعزیہ اور ضریح کو فرضی مکان امام حسین کا قرار دیا اور تعظیم اوسکی کی تو متابعت ہو گئے فعل خدا کے کیا حرج ہے نہایت خوب ہے ہان اگر ممانعت ہوتے خدا کے بندونکو اس فعل کے متابعت ہمارے نہ کرنا کہ کسی بزرگ کا مکان فرضی

قرار دو تو پہر البتہ مناسب نہ تہا اور جبکہ کسی حدیث اور روایت اور قرآن شریف سے ثابت نہین ہوتا منع کرنا خدا کا تو پہر ہم کو کیا وجہ ہے جو ہم لوگ متابعت کرنا فعل خدا کے فرضی مکان قرار دیتے ہین ترک کرین اور ممانعت کیسی بلکہ حکم خدا ظاہر ہوتا ہے کہ شبیہ قبور بناؤ اور وہ جگہہ نامزد کسی بزرگ کے کرو چنانچہ یہہ حدیث کتب اہل سنت مین موجود ہے کہ ایک شخص خدمت رسولؐ مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ مینے قسم کہائی ہے کہ مین بہشت کی چوکہٹ اور حورونکی ماتہے پر بوسہ دون اور یہہ بات ممکن نہین پہر اب مین کیا کرون یہہ سنکر حضرت نے ارشاد کیا کہ تو والدین کے پاؤنکو اور ماتہی کو بوسہ دے کہ عرض کی اوسنے کہ والدین نے میرے قضا کی حضرت نے فرمایا کہ پہر تو اونکی قبر کو بوسہ دی اوسنے عرض کی کہ قبور بہی اونکے ملنا بہت دشوار ہین تب حضرت نے فرمایا کہ پہر تو کسی جگہہ پر نشان اونکے قبر دنکے بنا اور وہ مقام فرضی والدین کا قرار دیکر اوسکے بوسی لی تاکہ وجوب قسم ادا ہو پس الحمد للہ کہ ثابت ہو گیا کہ ہم لوگونکا یہہ فعل کہ شبیہ تربت امام بنانا اور اوس مقام کو فرضی مکان اور مقام قرار دینا موافق فعل خدا اور حکم خدا کے دونو طرح درست ہے اور جسطرح کہ وجوب قسم موافق حکم خدا کے شبیہ تربت والدین بناکر اوس شخص مذکور نے ادا کیا اوسیطرح سمجہنا چاہی کہ وجوب گریہ بر حال امام موافق حکم خدا کے ہم لوگ بہی شبیہ تربت امام بناکر اور سامنے اپنے رکہہ کر ادا کرتے ہین اسمین کیا قباحت ہے مین ایمان ہے بڑی تعجب کی بات ہے کہ بی ایمان لوگ نسبت شیطان کے کہ جو بدترین خلائق ہی قایل ہین اس بات کے کہ تمام دنیا مین وہ ابلیس جا سکتا ہے اور جس جگہہ چاہے قیام کر سکتا ہے مگر نہین قائل ہین نسبت اون حضرات کے کہ جو حضرات تمام عمر اپنی عبادت خدا مین صرف کر گئے اور نزدیک دوستدار

اور دشمن کی کبھی کوئی خطا اونسے خدا کی نہین ہوئی کہ وہ حضرات کہین جا سکین اور
قیام اپنا بحکم خدا کر سکین لعنت خدا اس اعتقاد پر اسے معلوم ہوا کہ بے ایمان لوگ
دوست شیطان ہین اور دشمن خدا اور رسول اور ائمہ معصومین ہین پس ہمارے
نزدیک ہر مقام فرضی مقام سین ہی ہو سکتا ہے اسوجہ سے کہ بحکم خدا انحار ہین
وہ حضرات بہی جس جگہ چاہین تشریف لیجاوین اور جہان چاہین قیام اپنا
کرین پس کیونکر ہے نزدیک شیعونکے مقام ادب اور تعظیم نہ ہو ہر تعزیہ خانہ
سوال حدیث موافق حکم خدا کے ہو گیا دلیل ہے جواب قرآن شریف مین پروردگار
عالم ارشاد کرتا ہے کہ ہمارا رسول اور کچہ کلام نہین کرتا مگر وہی کہ جو حکم ہمارا ہوتا ہے
یعنے کہ جو حکم ہمارا ہوتا ہے وہی ہمارے بندہ و پیغمبر رسول ہمارا ظاہر کرتا ہے پس اس
دلیل سے کلام رسول حکم خدا ہے اور وہی کلام حدیث ہے سوال اکثر اہل سنت
معترض ہین اس بات پر کہ شبیہ تربت اور دُلدُل اور علم وغیرہ بنا کر جو اوسمین
تیر اور شہاب لگاتے ہین تو یہہ شیعہ لوگ متابعت کرتے ہین فعل یزید
اور دشمنان اہل بیت رسول کے اسکا کیا جواب ہے جواب اصل مین مطلب
اہل سنتون کا یہہ ہے کہ کسی طرح یہہ ایسا ہوتا کہ امام حسینؑ کا کوئی نام تک
نہ لیتا اور یزید کے برائی ظاہر نہ کرتا تو یہہ خیال خام ہے اون لوگونکا ایسے
جہل ہی کے وجہ سے اون لوگونکے کیا ہو سکتا ہے غم امام حسینؑ وہ غم ہے
کہ کبھی انشاءاللہ زوال اسکو نہ ہوگا امر حق کو خداوند کریم ظاہر کرتا ہے تا قیامت
تک اور یزیدونکی برائی ظاہر کرتا رہے گا وہی خدا پس برائی کسیکی پوشیدہ کرنے
سے پوشیدہ نہ ہوگی اور جو کوئی کتنا تاویلات کرے یزیدونکے برائی چھپا دیگا
وہی دوست اون دشمنان خدا کا ظاہر ہوگا اور کچہ حاصل نہ ہوگا شیعونکا
خدا کے فضل و کرم سے کچھ نہ بگڑیگا اسواسطے کہ افعال و فضیلت یعنے ہر شخص

سکے عمل کے جزا اور سزا موافق اوس شخص کے نیت کے سرکار خدا سے دی جاویگی
پس جو لوگ کہ شبیہ دلدل وغیرہ بناکر تحقیر دشمنا کی یعنے تبیت وقصد یزید اور
دشمنان اہلبیت رسول تیر وغیرہ لگادین پس گو کہ تشبیہات مین ہونگے مگر
کفر ہے اور بے ایمانی ہے اور جو لوگ کہ واسطے حاصل کرنے گریہ کے کہ جو واجب
ہر مسلمان پر جانب خدا سے ان تشبیہات متبرکہ کو بناکر ظاہر کرتے ہین
یا ظاہر کرینگے یا واسطے ظاہر کرنے امر حق کے ظاہر کرتے ہین اور ظاہر کرینگے
تاکہ آگاہ ہون سب بندگان خدا کہ جناب امام حسین علیہ السلام کا اس طرح
کا حال ہوا راہ خدا مین بندہ ہوکر خدا کے کام آیا اسطرح پر یہہ عشق حقیقی ہی اسکو
اطاعت خدا کہتے ہین تو پھر یہہ فعل اون لوگونکا عین عبادت ساتھ ایمان کے
ہوجاویگا پس آگاہ ہون اہل سنت کہ ہر شبیہ بنظر ظہور حق اور واسطے حاصل
ہونے گریہ کے بہر حال امام تشبیہات مذکورہ کو بناتے ہین شیعہ لوگ پس اسی
وجہ سے یہہ فعل انکا لایق قبول ہوتا ہے اور عین ایمان ہے نسبت اہل سنت
کے یہہ مصرعہ کافی ہے کہ جواب جاہلان باشد خموشی سب کچھہ مسایل مختلف
لکھنا چاہیئے کہ جن کا ذکر اکثر صحبت احباب مین آجایا کرتا ہے پس اگر آجاوے
تو جہان اور لوگ اپنی اپنی کہین وہان کچھہ ہم بھی بولین شاید کسیکے پسند ہو کلمہ
دنیا مین علاوہ تکالیف شرعی کے ہزارون طرح کی تکلیفین خدا نے کیون مقرر
کین جواب خدا کے باتین خدا ہی جانے مگر جو ظاہر حال مصلحت ہے وہ یہہ ہے
کہ خدا نے دنیا مین موت مقرر کی واسطے ہر ذوی روح کے پس یہہ رحم و کرم ہے
خدا کا کہ جو ہر ہر طرح کی بے چینی دنیا مین مقرر کی تاکہ اس مقام پر بندے انکا دل نہ لگی
اور اس دنیا سے محبت نکرین بلکہ خواہش کرین آخرت کی کہ جہان ہر طرح کا چین
ہے تاکہ اسی وجہ سے ایمان اور عمل خیر اختیار کرین یہہ بھی توفیق ہے جانب خدا

غرض جو بات کی خدا نے وہ ہم لوگوں کے بہتری کے واسطے ورنہ وہ محتاج نہیں کسی چیز کا مسئلہ یہہ کیا بات ہے کہ خدا نے خود ہی تو امراض پیدا کئے اور آپ ہی اونکی دفع ہونیکے واسطے دوا پیدا کی جواب بندے شل ہے کہ حلق روزی بہانے موت پس امراض نشانی اور بہانہ موت کا ہین اور دوا اور حکیم انکے ذریعے سے ہم کہہ سکتے ہین کہ قریب نصف بندوں کے دنیا مین سے رزق پہنچاتا ہے خداوند کریم خیال کریے حکیموں کے اور دوافروشوں کے متعلقین حاجت بیان کے نہیں ہے اسیطرح اور مصلحتین ظاہر ہین یعنے خدا کے معرفت ہی حاصل ہوتی ہے حکیم اور مریض کو پس امراض اور دوا یہہ ایک قسم کی ہدایت ہے اسیطرح اور خوبیان بہت ہین نظر طول کلام قطع کیا مسئلہ جو لوگ کہ حرام سے روپیہ حاصل کرتے ہین اون لوگونکا قول یہہ ہے کہ ہمارے روٹی خدا نے اسی کام مین اوتاری ہے کیونکر سے ہم یہہ کام نکرین ہمارے تو مقدر کا لکھا یون ہی تہا پس بڑا عیب ہوا جاتا ہے اس اعتقاد مین کہ آپ ہے تو خدا نے رزق اوسکا حرام مین اوتارا اور آپ ہے حرام کرنے کے اوسکو سزا دیگا سراسر ظلم ہوجاویگا لہذا اسکا کیا جواب ہے جواب مقدر مین لکہا خدا نے ہر بندے کے رزق اوسکا ہے مثلاً کسیکے چار پیسے روز اور کسیکے تین پیسے روز اور کسیکے دو پیسے روز پس جس شخص کا جو رزق کی خدا نے مقرر فرمایا ہے وہ اوس بندے کو ملیگا ضرور ہر طرح پر مگر اب یہہ خیال کرنا چاہیئے کہ اوسی روز کو اپنی کوئی بندہ حلال کرکے وصول کرتا ہے خدا سے اور کوئی حرام کرکے حاصل کرتا ہے لہذا یہہ فعل بندوں کا ہے خدا نے تقدیر مین ساتھہ رزق کے کوئی فعل بندے کا مقرر نہیں کیا ہے بلکہ اپنے ہر فعل کے کرنے نہ کرنے کا اختیار خدا نے

بندیکو دیا ہے چنانچہ ہمارے ایک دوست ڈاڑہی ہین اونہونے توبہ کی خدا کے
اور کام اپنا ترک کرکے سوداگری کپڑیکے شروع کی پس وہ قسم کہاتے ہین کہ اوس
حرام کام سے اس کام مین مجکو زائد ملتا ہے اب خیال کرنا چاہیے کہ اگر حرام کام
مین اونکا رزق مقرر ہوتا جانب خدا سے تو پہر حلال کام مین کیون ملتا فاقے کرکے
مرجاتے پس معلوم ہوا کہ نہین رزق جو بندیکی تقدیر مین ہے وہ بہر صورت ملیگا یہہ
فقط اپنا قصور ہے کہ جو اوس رزق کو ہم حرام کرین اپنے اوپر مثلاً کوئی شخص
کسی کے دعوت کری کہانا اوسکا اوسکے سامنے لاکر رکہہ دی مگر منع کردی کہ جب تک
کہ مین فلان کام سے فراغت کرکے نہ آون جب تک آپ اس کہانے کو نہ کہائی
گا یہہ کہہ کر وہ چلا جاوے اوسوقت یہہ شخص مہمان اوسکی آنیکے بہی راہ ندیکہے
اور منع کرنے کا بہی خیال نہ کرے مارے بہوک کے کہانا اپنا کہالے پس گوکہ
وہ کہانا اوسیکے واسطے حلال تہا مگر اسطور پر اوسنے اپنا کہانا اپنے اوپر حرام
کرلیا پس اسیطرح سمجہنا چاہیے کہ جو رزق کہ خدا نے معین فرمایا ہے اپنے بندیکے
تقدیر مین اگر موافق حکم خدا اوسکو حاصل کرے تو بہایت حلال طور پر وہی رزق
اوسکا اوسکو مل سکتا ہے اور اگر نہ وصول کرے موافق حکم الہی کے تو وہی
رزق اوسکا اوسپر حرام ہوجاویگا تو پہر اسکو خدا کیا کرے برخلم خدا کو کوی
حرج نہین دینی سے اوسکو کام ہے کہ وہ رازق ہے اور بندہ پرور ہے اور
مہربان ہے اور رحیم ہے پس جوکہ مہربان ہے اور رحیم ہے وہ ظلم کیا کریگا
اپنی بندے پر اسکا خیال نکرو سوائے جبکہ دینے والا سب کا خدا ہے تو پہر
راہ خدا مین بندی کا دینا بندیکو یہہ کیا معنے اور ثواب کے لایق وہ بندہ
کسب ہوا جسنے کہ راہ خدا مین دیا کیونکہ جس شخص کو جو کچہہ کہ ملا وہ تو خدا کا دیا ہوا
ملا پہر بندیکے کیا خوبی ہوسکے جواب جس بندی نے راہ خدا مین دیا اپنے اختیار

دیا ہی خدا نے جبر کرکے اوس سے نہین دلوایا اگر جبر کرکے دلواتا تو پہر البتہ لایق
ثواب نہ ہوتا اور جس حال مین کہ خدا نے توفیق دی اور ترغیب دلائے فقط
پس جس بندے نے اوسکے توفیق ترغیب پر عمل کیا لایق ثواب ہوا پس جبکہ
کے بلا رزق فقیر کو خدا کا دیا تو اسوجہ سے قرار پایا کہ اوسنے توفیق اور ترغیب
دلاکر دلوایا اور بندیکا دینا اسوجہ سے ٹہرا کہ اوسنے اپنے اختیار سے اپنے
مال سے دیا ایک دینا دو طرح درست ہوگیا آمین کیا قباحت ہے تفصیل
اور توضیح دوسرے طرح جواب مذکورہ کے وہ یہہ ہے کہ خدا نے ہم سبکو
پیدا کیا اور ہمارے واسطے رزق ہمارا پیدا کیا یعنے کل اناج علاوہ اناج کے
واسطے حاصل کرنے اناج وغیرہ کے سونا چاندی وغیرہ پیدا کیا پس ایک
طریقہ مقدم دینا خدا کا تو یہہ ٹہرا اگر اب ہم سب محتاج ہوے طرف اس بات
کے کہ اپنے رزق کو ہم لین کیونکر کیونکہ خدا نے اپنے ہاتہ سے تو ہمارے ہاتہ
مین رزق ہمارا دیا نہین اسوجہ سے کہ خدا کے جسم نہین ہاتہ نہین پہر کیا ہو
پس اسی وجہ سے دوسرا طریقہ خدا نے دینے کا اس طور پر مقرر کیا کہ نہین
لوگون مین سے ایک سے ایک کو دلوادیا اسطرح پر کہ بندیکا دینا ہی ٹہرے
یعنے جبر کرکے کسی بندے سے بندیکو نہین دلوایا بلکہ اوسکے واسطے سیکڑون
کام اور خدمت اور ضرورتین پیدا کین تاکہ ہر طریق اختیار کرکے ایک بندہ
ایک بندے سے لی اور دینے والا خوشی خوشی دیدے پس جس شخص نے
اپنا رزق موافق رضاے خدا کے وصول کیا وہ طریقہ وصول حلال ہوا
اور جسنے کی خلاف مرضی اوسکے لیا وہ طریقہ وصول حرام ہوا رزق تو مل گیا
مگر گنہگار خدا کا ہوا جیسا کہ مثلاً بہیک مانگ کر لیتا ہے یہہ جایز نہین مگر جس شخص
مگر جس شخص نے کہ راہ خدا سمجھ کر کسیکو دیا اوس شخص نے گویا کہ خدا کے طرف سے

ہوس بندیکا حصہ اوسکو پہنچا دیا کتنے بڑے خدا کی خوشی کی بات کی کیونکہ اسکا
ثواب بہت نہ ہو پس اصل مین ہر طرح دینا تو خدا کا ہی اس نظر سے
کہ اگر نہ پیدا کرتا وہ کوئی چیز اناج وغیرہ سے تو پہر ہم لوگ سیتے کیا اور کسی
کو دیتے کیا اور بعد اسکے اگر نہ دیتا وہ ضرورتین ہر شخص کو تو پہر کوسے کسی کو
دیتا کیون ملا ضرورت اب رہا راہ خدا کا دینا بندیکا بندیکو کہ یہہ بے
ضرورت اور بے کام ہے اسیوجہ سے راہ خدا کا دینا یہہ کہنا اسوا
مشہور ہے پس واقعی کہ اگر نہ توفیق دیتا خدا اور نہ رغبت دلاتا خدا
کسیکو تو پہر ہرگز کوئے راہ خدا نہ دیتا ہے مطلب ہے
خدا کا کلام شریف مین آیت خیر الرازقین سے یعنے مین بہتر ہون سب
رزق دینے والونسے خلاصہ یہہ کہ ہر طرح رحم و کرم ہے اپنے بندونپر کہو
کہ آپ ہی تو ہم سبکو اس لایق کیا کہ ہم کسیکو دی سکین پہر آپ ہی ہمکو ضرورت
بہی دی اور توفیق بہی دی اور ہمارے دلکو راغب بہی کیا بغیر جبر سکے
اسطرف کو کہ ہم دین دوسرے شخص کو اب اگر ہم دین بہی تو کیا بڑی بات
کی ہمنے وہ تو سب کام بنا دیا اوسیے نے سبحان اللہ اور پہر اسپر ثواب بہی
ہمکو ملی کا راہ خدا دینی کا یہہ فقط بندہ نوازی ہے پس اسطرحکا دینا خدا کا
اور بندیکا ظاہرہ سمجھہ مین آتا ہے سوال صورت مذکورہ مین خداوند کریم محتاج
ہوا جاتا ہے ہاتونکا اور مجبور اور لاچار ہوا جاتا ہے بغیر ہاتونکے تب تو بندی
سے بندیکو رزق بہجایا اپنے ہاتہہ سے ندی سکا یہہ بات مناسب نہین واسطے
خدا کے پہر کیا جواب ہے جواب محتاج اوسکو کہتے ہین کہ جو کسی چیز کی احتیاج
اسطرح پر ہو کہ بغیر اوسکی وہ شخص جو چاہے وہ کام اپنا نہ کر سکے پس خداوند
کریم کو کسی چیز کی احتیاج اسطور پر نہین ہے ہاتہہ یا ذن کیا چیز مین بلکہ وہ

قادر ہے جو چاہے وہ کرے محض ارادہ اور اشارہ اوسکا ہر کام کے واسطے
کافی ہے ایک لفظ کُن مین سب کچھ ہو جاتا ہے جیسا کہ رزق پہچانا بندونکو
مقصود ہوا پس لاکھون طریقون سے رزق اونکا پہنچا دیا ایک ہاتھ سے
نہ دیا نہ سبھی دوسرے محتاج اوسکو کہتے ہین کہ جو کسی چیز کی احتیاج اس طرح پر
ہو کہ اگر وہ چیز ممکن نہ ہو تو پھر اوسکی ذات کا کوئی حرج ہو یعنے ذاتی نقصان
ہو اور ضرر ہو پس ذات خدا کو کسی چیز کی ضرورت اس طور پر نہین ہے
کہ اگر وہ چیز ممکن نہ ہو تو معاذ اللہ ذات خدا کا کوئی حرج یا نقصان یا ضرر
ہو اوسکو کچھ پروا نہین ہے پس صورت مذکورہ بالا مین ہر طرح محتاج
ہوا انسان رزق کا لہذا واسطے رفع احتیاج کے اوسکے سیکڑون طریقے
مقرر کئی خدا نے اسمین معاذ اللہ خدا کب محتاج اور مجبور اور لاچار ٹھہرا
بندہ محتاج ہوا سوال خداوند کریم جب قادر ہے تو پھر اپنا ہاتھ کیون
نہین پیدا کر لیتا اور اپنا جسم بنا کر کیون اپنے بندونکو نہین دکھاتا تاکہ
ہر شخص خوب اوسکی عبادت کرے اور کوئی بندہ پھر کیا عجب ہے کہ گمراہ
نہ ہو جواب جو فعل محال ہے اوسکو کوئی علاقہ اور نسبت قدرت سے
نہین ہے یعنی جو فعل محال ہے وہ کسی طرح ممکن نہین ہو سکتا پھر قدرت
اوسکو کیا کرے جسطرح بطور مثال فعل ممکن و محال اس جگہ سمجھ لینا ضرور ہے
وہ یہہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص کہے کہ خدا یہ کر سکتا ہے کہ آسمان ایک بیضۂ
مرغ مین آجاوے تو ہم کہین گے کہ ہان کر سکتا ہے مگر اسطرح پر ممکن ہے
کہ اگر خدا چاہے تو وہ قادر ہے انڈیکو اسقدر بڑا دے کہ آسمان اوسکے
اندر باین بزرگی آجاوے یا آسمان کو اسقدر گھٹا دے کہ وہ اندر اوس
انڈے کے سما جاوے پس یہہ صورت ممکن ہے چونکہ خدا قادر ہی کر سکتا ہے

اور محال یہہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہہ خواہش کرے کہ نہین انڈا بڑہتا یا نہ جاوے
اور اسمان گہٹایا نجاوے اسی صورت بزرگ سے اسمان اوس خورد انڈی
مین سماجاوے تو یہہ طریقہٴ مہمل ہے کسی طرح محال ممکن نہین ہو سکتا اسیطرح
افعال کو کوئی علاقہ اور نسبت قدرت سے نہین اور کوئی ضرورت قادر کو
ایسے کام کی طرف توجہ کرنے کے نہین ہے پس اب سمجہنا لازم ہے کہ ذات
خدا جسطرح کی ہے ہمیشہ سے اوسی طرح ہمیشہ رہینگے بدلنا ممکن نہین محال ہے
پہر کیونکر خدا وند کریم اپنا جسم بناکر اپنے بندونکو دکہا دے یہی مطلب ہے
قرآن شریف مین فرمان خدا کا لن ترانی سے یعنے ہرگز نہ دیکہے گا کوئی مجکو
کبہی مگر کیا عقل مند ہین اہل سنت کے کہ جو دیدار خدا کے قایل ہین اسیطرح
جواب دوسرا یہہ ہے کہ خدا وند کریم کو کیا ضرورت ہے اور کسو اسطے معاذ اللہ
وہ اپنے تیئن خدا سے بندہ بنا دے جو اپنے حکم سے اپنے تیئن بنا کر سامنے بندونکے
آجاوے کیونکہ یہہ بات ظاہر ہے کہ جو صورت کی ہمیشہ سے نہ ہو مگر بسبب
کسی ضرورت کے بالفعل تیار کیے جاوے اور پیدا اور ظاہر کی جاوے
تو پہر وہ خدا نہین ہے بلکہ خدا کے پیدا کئے ہوے ہے پس اسیوجہ سے
یہہ فعل محال ہے کہ خدا بندہ کی طرح نہین ہو سکتا پہر کسطرح خدا وند کریم
اپنے تیئن بنا کر اپنے بندونکو دکہاوے لہذا جن لوگونکا یہہ اعتقاد ہے کہ
ہمنے خدا کے ذات کو دیکہا یا دیکہتے ہین یا دیکہین گے یہہ کفر ہے کہنہ ذات
خدا کا سمجہہ مین آنا کہ خدا کے کیا صورت ہے یہہ محال ہے اور فعل محال کے
طرف جبکہ خدا ایسا قادر توجہ نہین فرماتا بیکار سمجہہ کر تو پہر بندیکو کیا مناسب
ہے کہ جو اوسکے ذات کے دریافت کرنے مین غور کرین کہ خدا کے معاذ اللہ
کیا شکل ہے اسیوجہ سے ممانعت خدا ہی ہے بندونکو کہ ہمارے ذات کے

دریافت کرنے مین غور نکرو کیونکہ سمجھہ مین انا کنہ ذات کا فعل محال ہے کسی طرح
ممکن نہین ہوسکتا ظاہر حال پر ایمان رکہنا کافی ہے یعنے دنیا بنے ہوے ہے
اسکا بنانے والا وہی ہے کہ جسنے ایک لاکہہ چوبیس ہزار آدمی بہیجکر اپنے
تئین ہم لوگونسے بہجوایا ہے بس ہوچکا اسے زائد سمجھنے کی کوئی ضرورت نہین
ہے معاف کیجیے جو کچھہ کی حکم خدا ہے اوسپر عمل کیجئے اور جسطرح اوسنے اپنے
ذات کی تعریف فرماکر ہمکو سمجہایا ہے اوسیطرح سمجہے ورنہ پچہتائی گا مسئلہ
انسان اپنی راحت کے واسطے اور پرورش نفس کے خاطر ہر چیز خدا کے
بنائی ہوے بگاڑ ڈالتا ہے یہہ کیا مناسب ہے جواب جبکہ خدا نے منع
نہ فرمایا ہو بلکہ اجازت دی ہو تو پہر کیون نہین مناسب ہے اسواسطے
کہ واضع نے جس چیز کو جسواسطے وضع کیا اگر اوسی طور پر صرف اوسکا
ہو تو وہی عین وضع ہے اور اگر موافق وضع نہ ہو تو پہر خلاف وضع ہے
جیسا کہ حلال جانور ہماری خورش کرنے کے واسطے پیدا کی پس عین وضع یہی جو اوسکو حلال
کرکے ہم کہا جاوین اور خلاف وضع یہ ہے کہ ہم پرہیز کرین مثل ہنود کے اسیطرح جملہ اشیا کام
مین لانا سواے اون چیزے کے کہ جسکی ممانعت کی ہو خدا نے جائز ہے
بلکہ بیکار کسی چیز کا فنا ہو جانا کہ جو دنیا مین پیدا کی ہے خدا نے ظاہرہ ہم
لوگونکے واسطے خلاف عقل ہے کیونکہ عبث فعل خدا کا نہین ہوتا ضرور ہے
کہ جس چیز کو خدا نے پیدا کیا ہے وہ کسی نہ کسی کام کے واسطے پیدا کیا ہے
واسطے ہم لوگونکی نہ کہ بیکار پس ہم لوگ خوب کرتے ہین جو لکڑی جلاکر
کہانا پکاتے ہین اور تخت اور میز اور کرسی بناتے ہین اسیطرح اور ہزارون
چیزونکی ہزارون صرف کسی کا کچھہ اجارہ نہین ہے ہمکو خدا نے منع نہین کیا
ہے معلوم ہوا اسی سے کہ اجازت خدا ہے پہر کیا ڈر ہے مسئلہ حکما لوگ

قایل نہین اس بات کے کہ جو چیز فنا ہو گئی پہر وہی پیدا ہو گی بروز قیامت اونکے
نزدیک یہہ فعل محال ہے بلکہ کہتے ہین کہ چونکہ خدا قادر ہے تو مثل اوسکے پیدا
کر دیگا وہ نہین ہو سکتا جو فنا ہو گیا اسکا کیا جواب ہے جواب موافق علم
الہی کے یہہ فعل ممکن ہے محال نہین ہے یعنے جبکہ علم خدا اسطرح پر ہے کہ
بروز قیامت پہر ہم اونہین چیزونکو پیدا کرین گے جنکو کہ ایک مرتبہ قبل
پیدا کرکے فنا کرینگے تو پہر واجب ہے کہ وہی چیز ہو گی خلاف علم الہی کے
کسی طرح ممکن نہین یہہ فعل محال ہے وہ فعل محال نہین ہے جو اعتقاد حکما
اور بہت ظاہر ہے یہہ بات کہ جبکہ پیدا کرنے والا فرمادی کہ وہی شخص گا
پہر پیدا کہ جو فنا ہو گیا علاوہ اسکے خود وہ شخص سمجہے گا کہ ہم وہی ہین جو دنیا
مین پیدا ہوے تہے اور یہہ افعال اچہے اور برے کئے تہے تو پہر وہ تیسرا
شخص کون کہہ سکتا ہے کہ یہہ وہ نہین ہے بلکہ مثل اوسکے ہے یہہ بات حکما
سمجہہ مین نہین آتی ہے حکما لوگ عقلمند ہو کے یہہ بیوقوفی کی بات
تعجب کی جگہ ہے خدا محفوظ رکہے شیطان سے یہہ نہین خیال کرتے کہ انسان
جب سو جاتا ہے تو گویا کی مر جاتا ہے اور جب جاگتا ہے تو پہر زندہ ہو جاتا ہے
اس صورت مین کب وہ شخص بدل جاتا ہے معلوم ہوا کہ یہہ سب تغیرات
مین واسطے ہر انسان کے کہ پیدا ہو بچہ رفتہ رفتہ کرکے جوان ہو اور جوان
سے ادہیڑ ہو بعد اسکے بوڑہا ہو عقل کم سے زائد ہو پہر زائد سے کم ہو جاوے
حواس درست نہ رہین جب بڑہاپا آجاوے بعد اسکے مر جاوے اور بعد
مرنے کے پہر زندہ ہو پس ظاہر حال انسان کا بدلتا جاویگا ہر ایک تغیر مین
مگر واقعی فی الحقیقت وہی روح ہو گی اور وہی شخص ہو گا کہ جسکو کہ خدا نے بنایا
اور پیدا کیا ابتدا مین یہہ فقط خفقان اور وہم ہے حکما کا کہ جو دوسرا شخص

عقل شخص اول کے سمجہتے ہین اور یہہ خفقان اون لوگونکو ظاہر اسوجہہ سے ہوا
کہ اون لوگون نے اپنے تئین عقلمند سمجہکر غور کے اس بات مین کہ جو چیز
فنا ہوگئے وہ پہر کسطرح موجود ہوگے حالانکہ یہہ نہین سمجہے کہ ابتداء خلقت
ہر شے کے کب تمہارے سمجہہ مین آتی ہے کہ وہ کسطرح پر ہوئے پہی جواب
تمہارے سمجہہ مین آویگا کافی ہے کہ یہہ خیال کرلے ہر شخص کہ حالت عدم سے
جسطرح اول مین پیدا کیا ہم سب کو خدا نے اوسیطرح جب چاہے وہی
خدا اوسی حالت عدم سے ہمکو موجود کرے اسمین شک کرنے کی کیا بات
ہے نہ خدا معاذ اللہ بدل جاویگا نہ حکم اوسکا وہی خدا ہوگا کہ جسنے ابتدا مین
ہم سبکو بنایا وہی ہم سب ہونگے چنانچہ قران شریف مین خداوند کریم
ارشاد کرتا ہے کہ وہو اہون علیہ یعنے خلق کرنا بعد فنا کے اور بہی آسان ہے
تمہاکو پس اس مقام پر یہہ بات البتہ لایق غور ہے کہ لفظ آسان سے کیا
مطلب ہے کیونکہ خدا قادر ہے اوسپر کوئی فعل ممکن دشوار اور مشکل نہین
ہو سکتا لہذا معلوم ہوا کہ ارشاد آسان سے سمجہایا ہے ہم لوگونکو کہ موافق
اپنے عقل کے دیکہو اور سمجہو کہ ایک قطرہ منے مین ہڈی اور کہال اور گوشت
اور رگین دل گوردہ وغیرہ انکا بنا اور پہر رفتہ رفتہ کرکے اسکا بڑہنا کوئی را
تو نہین کہ یکبارگی ہو گیا پس یہہ امورات کس قدر مشکل مین ظاہر حال تم لوگونکی
نزدیک نسبت اوس حال کے کہ جب بعد فنا کے پہر بنائے جاؤگے کہ ایک
ہی مرتبہ بڑا سا پتلا بنا کر جان اوسمین ڈال دی جاویگی سمجہو کہ یہہ تو اور بہی آسان
ہے خدا کو دوسرا یہہ مطلب ہو وہو اہون علیہ سے تو کیا عجب ہے کہ آگاہ
کیا خدا نے ہم لوگونکو موافق ہمارے سمجہہ کے کہ دیکہو ابتدا مین ہر کام کرنا کسی
قدر مشکل ہوتا ہے تم لوگونکے نزدیک پس جبکہ ابتدا مین پیدا کرنا اس دنیا کا

پیمبر کچہہ مشکل نہ ہوا تو پہر اب کیا مشکل ہوگا بعد فنا کرنے کے تم سبکو اب تو
اور بہی آسان ہے نظیر مشاقی بیکار تم لوگ شک کرتے ہو ضرور قیامت ہوگی
اور پہر پیدا ہونے کے تم سب قایل ہو ورنہ جہنم مین داخل کئے جاؤگے پناہ
بہ ذات خدا ای پروردگار میرے مین سب پا تونکا اصول سے اور فروع
سے قایل ہون جسطرح تیرا حکم ہوا ہے اور ہمکو بذریعہ پیمبر اور امام معلوم
ہوا ہے خداوند کریم تمام مومنین کو وسوسۂ شیطانی سے بچانا اور آتش
جہنم سے اونکو بچانا آمین ثم آمین نزدیک جہال کے ظاہرہ اہل سنت خدا کو
بہت مانتے ہین اور اوسکے وحدانیت کے قایل ہین نماز و روزہ کرتے ہین
بڑی سی تسبیح ہاتہ مین لیکر آنکہیں بند کرکے حق اللہ پاک ذات اللہ کرتے ہین
نام بہی جو اپنے رکہتے ہین تو خدا کے نامونکے ساتہہ عبداللہ اور کرامت اللہ
یہان تک کہ آخر کو بہت سے اہل سنت وہابی ہوگئے اور رکہنے لگے کہ معاذ اللہ
رسول بہی کچہہ نہین اور امام بہی کچہہ نہین جو ہم بندے خدا کے تو وہ بہی بندے
خدا کے سب برابر ہین خدائی سب سے افضل ہے پس اوسی کو مانو اور کسیکو
بہی نہین اسی اعتقاد کو اپنی وحدانیت خدا کا قایل ہونا سمجہے ہین پس جاننا چاہئے
ہر جاہل کو کہ انہین سے کوئی قایل وحدانیت خدا کا نہین ہے اسواسطے کہ شیطان
نے سوائے خدا کے اور حضرت آدم کو بہی سجدہ نہ کیا پہر وہ کب نزدیک خدا
کے اچہا ٹہرا بلکہ وہ ابلیس اس فعل کے کرنے پر کافر ٹہرا پاکر غضب مین الہی گرفتار
ہوا پس معلوم ہوا اسی فعل سے خدا کے کہ شخص خدا کو مانتا اور پیمبر اور امام کو
نہ مانتا یہہ فعل کچہہ خوب نہین ہے نزدیک خدا کے بلکہ جو شخص کہ ہر فعل اپنا اصول
و فروع سے موافق رضائے خدا کے کرے وہ شخص تو البتہ نزدیک خدا کے
اچہا ہے اور ایماندار یہی اور وحدانیت خدا کا قایل یہی ورنہ بے ایمان ہے

اور شرک ہی اسنے کیا ہوتا ہی کہ خدا کے ناموں پر نام ہون اور بے قاعدہ
نماز و روزہ ہو علاوہ برین اکثر کفار بہی تو اسقدر مشقت اور عبادت کرتے
ہین اپنی نزدیک خدا کے کہ جو مسلمانون نے کبہی خواب مین بہی نہ کی ہو گی مثلاً ہاتہ
اپنا خشک کر ڈالنا اوٹہا کر جانب آسمان اور رات دن آگ کے بیچ مین بیٹہنا
جسکو پنچ تپا کہتی ہین اسیطرح اور اور محنت اور مشقت سو سو طرح کی کرتے
ہین پہر کیا وہ خدا کے نزدیک درست ہے ہرگز نہین بلکہ وہ لوگ جہنمی کے
جہنمی باقی رہتی ہین کوئی اونکے واسطے بہلائی اس فعل سے نہین ہوتی ہی یہہ
اوسی وجہ سے لیکن چونکہ وہ مشقت کہ جو کفار کرتے ہین موافق رضائے خدا
اور حکم خدا کے نہین ہوتے ہی پس کوئی حاصل اوسکا نہین ہوتا ہی بیکار ہوتا
ہے پس اسیطرح جو مسلمان کہ نماز و روزہ کرتے ہین مگر موافق حکم الٰہی
کے نہین کرتے ہین بلکہ اپنا ایجاد سے فعل کرتے ہین مثلاً بیس رکعت تراویح
رمضان مین زائد کئے گئی اور اذان مین حی علی خیر العمل نکال کر صبح کی نماز مین الصلوٰة
خیر من النوم اضافہ ہوا متعہ حلال کا حرام کیا گیا اسیطرح اور بہت سی باتین
یہہ سب خلیفہ ثانی کے خوبیان ظاہر ہوئین کہ سراسر خلاف خدا کیا بعد اسکے
اب اون لوگونکو خیال کیجئے کہ جن لوگون نے خدا کو چہوڑ کر بندے کی اطاعت
قبول کی اور اوسکے حکم پر عمل کیا وہ کون کہ تمام اہل سنت پہر اب یہہ کب وحدانیت
خدا کا قائل رہنا باقی رہا بلکہ خدا کے خلاف اطاعت بندیکی ہوگی ہی شرک ہوگیا
پس اسطرحکے افعال و نماز و روزہ کیونکر نزدیک خدا کے اچہا ہوگا ہان البتہ
الحمد اللہ کہ شیعہ لوگونکے جو افعال ہین وہ البتہ موافق رضائے خدا کے اصول
فروع مین ہین دیکہو کہ خدائی خدا کا ماننا اسکو کہتی ہین کہ پیغمبر کی بیوی عائشہ
جیسی چہیتی سو سے تہی مگر چونکہ اونسے خلاف خدا ایمان مین اسو ظہور مین آئے

تو شیعہ لوگون نے اوسکو چھوڑ دیا اور پیغمبر کی بیوی ہونے کا بہی خیال نہ کیا
اسیطرح جو اصحاب رسول کے منافق ہوگئے اون پر بہی لعنت کی اور صحبت
رسول کا خیال نہ کیا علاوہ برین جن لوگونکو کہ خدا نے بادشاہ اور خلیفہ
رسول اور اولا تصرف تمام خلقت پر مقرر کیا اونہین لوگونکو شیعہ لوگون
نے بہی اپنا پیشوا اور بادشاہ سمجھا گو کہ اکثر لوگون نے اونکو بادشاہت ظاہری
نہ کرنے دی تو اسے کیا ہوتا ہے اون سب پر شیعہ لوگون نے لعنت کی
مگر اپنے خدا کو نہ چھوڑا اور رسول اور رسول خدا کو اپنا رسول سمجھکر اونکے فرمانے
پر عمل کیا یہہ معنی ہین وحدانیت خدا کی باتمہ سکے کہ خدائی خدا کی خوشی پر فعل مین
مدنظر ہی یعنی جو شخص کہ خدا کے نزدیک اچھا ہے اور بزرگ ہے وہی شخص
ہمارے نزدیک بہی اچھا اور بزرگ ہے اور جسکو کہ اوسنے لعنت کی اور برا سمجہا
اوسپر ہم لوگ بہی لعنت کرتے ہین اور برا سمجہتے ہین خداوند کریم اسیطرح سکا اعتقاد
ہم لوگونکا قائم رکہی بحق محمد آل محمد خلاصہ یہہ کہ وحدانیت خدا کا وہ فرقہ قائل ہی
کہ جو تمام احکام خدا کو جو امر و نہی مین واقع ہوگئے ہین اعتقاد رکہتا ہے وہی لوگ
ایمان دار ہین مثلاً شراب کو خدا نے حرام کیا پس اسکا اعتقاد جسکو ہے وہ
درست ہے اور اگر شراب کو کوئی شخص حلال سمجہے وہ کافر ہے گو کہ کلمہ گو ہو
پس واجب ہے ہر شخص پر کہ ساتھہ اقرار خداوندی اور اقرار رسالت اور
امامت کے کل احکام خدا کا بہی اعتقاد موافق حکم خدا کے رکہی تب جاکر ایمان
صحیح ہو ورنہ نہ فقط اقرار اصولی کافی ہی اور نہ اقرار فروعی بلکہ دونو کا اعتقاد اقرار واسطے
ایمان کے لازم و واجب ہے فقط

تمام شد